ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
www.tanzeem.org
یکم تا 7 ربیع الاول 1431ھ / 16 تا 22 فروری 2010ء

اس شمارے میں

ہمیں ضرورت ہے

انقلابی جدوجہد میں دعوت وتبلیغ کی اہمیت

جب تک سانس تب تک آس

.....تو پھر کیا ہوگا؟

فاٹا کی سنگین صورتحال اور اُس کا حل

اسامہ بن لادن کا اصل جرم؟

عافیہ، ہمارے لیے دُعا کرو

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

عقیدۂ توحید اور تعمیر شخصیت

اسلام انسان کے اندر وہ صفات پیدا کرنا چاہتا ہے جو اُسے صحیح انسان بنا سکیں۔ عقیدۂ توحید اس مقصد کے لیے ایک قوت کا کام دیتا ہے۔ مسلمان بننے کے لیے ضروری ہے کہ خُدا کی وحدانیت پر ایمان لایا جائے۔ ایمان بھی ایسا جس میں شک اور تردّد کا شائبہ تک نہ ہو۔ پھر اِس ایمان میں استقامت اور پختگی کا ہونا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ مضبوط عقیدہ کی بدولت انسان کے ارادہ میں بڑی قوت پیدا ہو جاتی ہے جسے یقین کہہ لیجیے۔ جب انسان یقینِ محکم کی دولت پالیتا ہے تو زندگی کی کٹھن سے کٹھن منزل تک پہنچنا، اُس کے لیے آسان ہو جاتا ہے کلمۂ توحید پڑھ کر، جب مسلمان اللہ کی معبودیت کا اقرار کرتا ہے تو پنجگانہ نماز باجماعت ادا کر کے، اُسے اپنی عبدیت اور اللہ کی معبودیت کا عملی ثبوت دینا پڑتا ہے۔ نماز کو ہر روز بہ پابندیٔ تمام ادا کرنے سے وہ عمل پیہم کا عادی ہو جاتا ہے۔ اس کے ساتھ اللہ کی خوشنودی اور رضا جوئی کی وہ اپنی زندگی کا مقصود سمجھتا ہے۔ اللہ اُس کا محبوب و مطلوب بن جاتا ہے۔ اس طرح توحید کی برکت ہے، یقینِ محکم، عمل پیہم اور محبت اُس کی شخصیت کے مظہر بن جاتے ہیں جو ہر آزمائش کے وقت اُس کا ساتھ دیتے ہیں:

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم　　جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مَردوں کی شمشیریں!

عقیدہ توحید، مسلمانوں کو نہ صرف خدا شناس بلکہ خودنگر بھی بناتا ہے۔ اس کے ذریعہ انسان کے دل میں خوداعتمادی پیدا ہوتی ہے، اور اُس کی فطری صلاحیتیں خوب جلا پاتی ہیں:

خودی کا سرِّ نہاں لا الٰہ الا اللہ
خودی ہے تیغ فساں لا الٰہ الا اللہ

مطیع اللہ محمود

سورۃ الانفال

(آیات:28تا31)

الھدیٰ (407)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٨﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا
وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٢٩﴾ وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ۭ
وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿٣٠﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَاۗءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ
اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٣١﴾﴾

”اور جان رکھو کہ تمہارا مال اور اولاد بڑی آزمائش ہے۔ اور یہ کہ اللہ کے پاس (نیکیوں کا) بڑا ثواب ہے۔ مومنو! اگر تم اللہ سے ڈرو گے تو وہ تمہارے لئے امر فارق پیدا کر دے گا (یعنی تم کو ممتاز کر دے گا) اور تمہارے گناہ مٹا دے گا اور تمہیں بخش دے گا۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ اور (اے محمد ﷺ!) جب کافر لوگ تمہارے بارے میں چال چل رہے تھے کہ تم کو قید کر دیں یا جان سے مار ڈالیں یا (وطن سے) نکال دیں تو (ادھر تو) وہ چال چل رہے تھے اور (ادھر) اللہ چال چل رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر چال چلنے والا ہے۔ اور جب ان کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں (یہ کلام) ہم نے سن لیا ہے۔ اگر ہم چاہیں تو اسی طرح کا (کلام) ہم بھی کہہ دیں۔ اور یہ ہے ہی کیا؟ صرف اگلے لوگوں کی حکایتیں ہیں۔“

مال اور اولاد کو فتنہ قرار دے کر اللہ نے یہ بات واضح فرما دی ہے کہ یہی دو تمہارے پیروں کی بیڑیاں ہیں۔ یہی برائیوں کی طرف لے جانے والی اور بھلائیوں کے راستہ کی رکاوٹ بننے والی ہیں۔ اولاد کی اعلیٰ تعلیم دلانے کے لیے بڑی بڑی فیسیں دینا پڑتی ہیں، جس کے لیے دن رات خون پسینہ ایک کر کے محنت کرنی پڑتی ہے۔ پھر جا کر اخراجات پورے ہوتے ہیں۔ جب انسان کا سارا وقت اس بھاگ دوڑ میں لگ گیا، تو پھر دین کی نصرت کے لیے وقت کہاں سے نکال پائے گا۔ فتنہ اُس شے کو کہتے ہیں کہ جس پر کسی چیز کو پرکھا جائے، اُس کی قدر و قیمت کا اندازہ لگایا جائے۔ مال اور اولاد کی آزمائش میں اگر پورے اترے تو بیشک اللہ تعالیٰ کے پاس بہت بڑا اجر ہے۔

اے اہل ایمان، اگر تم اللہ کے تقویٰ کی روش پر قائم رہو گے تو تمہارے لیے ایک کے بعد دوسری فرقان آتی رہے گی۔ پہلی فرقان تو یہی بدر کی فتح ہے، جو تمہیں دی گئی، اور اللہ تمہاری کمزوریاں اور برائیاں دور کر دے گا اور تمہیں بخش دے گا۔ اور اللہ تو بڑے فضل والا ہے۔

ہجرت سے پہلے مکہ میں قریش کے سردار دارالندوہ میں بیٹھتے اور مشورہ کرتے تھے کہ پیغمبر اسلامؐ کے خلاف کیا کیا جائے۔ وہ طرح طرح کی سازشیں کرتے تھے۔ مثلاً محمد ﷺ کو قتل کر دیا جائے، قید کر دیا جائے یا یہاں سے نکلنے پر مجبور کر دیا جائے۔ یہاں اُن کے انہی مشوروں کا ذکر ہے۔ اور یاد کیجیے جب یہ کافر لوگ آپ کے بارے میں مشورے کرتے تھے اور سکیمیں بناتے تھے کہ آپ کو قید کر دیں یا قتل کر دیں یا آپ کو اپنی بستی سے نکال دیں۔ وہ تو یہ چالیں چل رہے تھے اور اللہ کی اپنی سکیم تھی اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ بہترین Planning کرنے والا ہے۔

اور جب اُنھیں ہماری آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ کہتے ہیں ٹھیک ہے، ہم نے یہ آیات سن لیں، مگر یہ کوئی ایسی بات نہیں۔ اگر ہم چاہیں گے تو ایسا ہی کلام ہم بھی کہہ لیں گے۔ تاریخ اور سیرت کی کتابوں میں یہ الفاظ نضر بن حارث سے منقول ہیں۔ پھر کسی نے اس طرح کی جرأت نہیں کی۔ کسی نے یہ نہیں کہا کہ میں نے یہ کلام موزوں کیا ہے۔ وہ کہتے تھے کہ یہ (قرآن کی باتیں) تو محض گزرے ہوئے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں۔ جیسا کہ آج کل کے مستشرقین بھی کہتے ہیں کہ معاذ اللہ محمد ﷺ نے کچھ چیزیں توریت سے لیں اور کچھ انجیل سے اور اس طرح قرآن بنا لیا ہے۔

فرمان نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

بچے کا اچھا نام رکھنا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اَحَبَّ اَسْمَاءِ كُمْ اِلَى اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ)) (رواہ مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے ناموں میں اللہ کو سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔“

تشریح ...... عبداللہ اور عبدالرحمٰن کے زیادہ پسندیدہ ہونے کی وجہ ظاہر ہے اس میں بندے کی عبدیت کا اعلان ہے اور یہ چیز اللہ کو پسند ہے۔ اسی طرح انبیاء ؑ کے نام بھی پسندیدہ ناموں میں سے ہیں۔ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے ارشاد سے یہی رہنمائی ملتی ہے کہ باپ کی ذمہ داری ہے کہ بچے کا اچھا نام رکھے یا اپنے کسی بزرگ سے رکھوائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج ہمیں ضرورت ہے!

مفکرِ اسلام، مصورِ پاکستان علامہ اقبال نے بیسویں صدی کے آغاز میں کہا تھا ؎

تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام
چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر

گویا اُنہوں نے اُس انسان دشمن ظالمانہ نظام کو بے نقاب کیا تھا جو آزادی، مساوات اور انسانی حقوق کا پُرفریب نعرہ لگا کر دنیا میں سفید سامراج کا تسلط قائم و دائم رکھنا چاہتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اُنیسویں صدی کے اواخر اور بیسوی صدی کے آغاز ہی میں یہ محسوس کیا جانے لگا تھا کہ نوآبادیاتی نظام اور دوسرے ممالک پر عسکری قبضہ اب اس صورت میں باقی نہیں رہ سکتا۔ جنگِ عظیم دوئم میں ہٹلر کی شکست کو عیار اور مکار یہودی نے خوب کیش کرایا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب میڈیا پرنٹ سے الیکٹرانک دور میں داخل ہو رہا تھا۔ یہودی جس کے پاس سرمائے کا زبردست ہتھیار تھا، اُس نے دل کھول کر اس نئے ہتھیار یعنی میڈیا کی خریداری کی۔ میڈیا پر قابض ہونے کے بعد جمہوریت کو اغوا کیا اور اُسے کنیز بنا کر اپنے گھر میں ڈال لیا۔ آج مغرب کی نام نہاد جمہوریت درحقیقت یہود و نصاریٰ کی زرخرید لونڈی ہے اور اُس کی سرپرستی یہودی سرمائے سے کی جا رہی ہے۔ عدلیہ یورپ کی ہو یا امریکہ کی اسی فراڈ نظام کا ایک ستون ہے۔ اس عدلیہ کا معاملہ یہ ہے کہ اس کا قانون نہیں، اس کی جیوری اندھی ہوتی ہے۔ وہ کٹہرے میں کھڑے ملزم سے سب سے پہلے اُس کا مذہب پوچھتی ہے۔ وہ حقوقِ نسواں کے بارے میں بڑی حساس ہے، بشرطیکہ خاتون مسلمان نہ ہو۔

امریکی جیوری نے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو مجرم قرار دے دیا ہے۔ ہم پاکستانی کتنے بھولے بلکہ احمق ہیں جو اس ظالم نظام کے رکھوالوں سے عافیہ کے لیے عدل کی توقع کرتے تھے۔ جو نادان یہ سمجھتے تھے کہ امریکی جیوری انسان ہونے کے ناطے صداقت کو کچھ اہمیت دیں گے وہ اس بات سے بالکل بے خبر تھے کہ عافیہ کا مسلمان ہونا جیوری کے نزدیک اس کا اصل گناہ ہے۔ قرآن مجید سے والہانہ وابستگی اس معصوم کا ناقابل معافی جرم ہے۔ آج عافیہ صدیقی خاکم بدھن اسلام اور قرآن سے اعلانِ برأت کر دے، امریکی جیوری اُسے ہیرو قرار دے دے گی۔ جیوری آنکھوں پر مذہبی تعصب کی دبیز شیشوں والی عینک چڑھائے ہوئے تھی۔ جس نظام کے تحت بم برساتے اور میزائل گراتے شخص کو امن کا نوبل پرائز دیا جا سکتا ہے، اس کا عدالتی نظام کیا گل نہیں کھلا سکتا۔ لہٰذا امریکی جیوری سے خیر کی توقع رکھنا ہی عبث ہے۔ درحقیقت ہمیں غیروں کو کوسنے کی بجائے اپنے گریبان میں منہ ڈالنا چاہیے۔ آخر عافیہ صدیقی کو درندہ صفت دشمنوں کے حوالے کرنے والا ہمارا ہی حکمران تھا۔ بدقسمتی سے وہ پاکستانی تھا، مسلمان تھا۔ شرم و حیا کے اس سوداگر نے پاکستانیوں کو ڈالروں کے عوض امریکیوں کے حوالے کرنے کا خود اعتراف کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس حوالہ سے خود پاکستانی بری الذمہ نہیں۔ پاکستان کے اس کمانڈو صدر نے قومی اور ملی غیرت کی سیل لگا رکھی تھی۔ پھر بھی ہم نے اِسے گارڈ آف آنر سے رخصت کیا۔ وہ سیلوٹ وصول کرتا ہوا ایوانِ صدر سے نکلا اور اپنے آقاؤں کے چرنوں میں جا بیٹھا اور ہم منہ دیکھتے رہ گئے۔ ہمارا ہاتھ اس عفت فروش

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 19 | یکم تا 7 ربیع الاول 1431ھ | 16 تا 22 فروری 2010ء | شمارہ 08

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67۔اے علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور۔ 54000
فون: 36316638-36366638 فیکس: 36271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......450 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا---------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

کے گریبان تک نہ پہنچ سکا۔ ہمیں جان پیاری تھی، اس لیے اُس کی گلی کا رخ نہ کیا۔ ہم پاکستانی مسلمانوں کو یہ جان لینا چاہیے کہ موجودہ حکمران بلکہ لیڈران اُسی مشرفی قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں اور ہمارے گھروں میں بھی ایک سے زائد عافیہ صدیقی بیٹھی ہیں۔ اگر ہم اِن غلام ذہنیت کے مالک حکمرانوں اور اُن کے آقا امریکہ کے سامنے ڈٹ کر کھڑے نہ ہوئے تو درندگی کسی گھر کا بھی رُخ کر سکتی ہے۔ یہ مسئلہ عفت وعصمت کا ہی نہیں، دین وایمان کا بھی ہے۔ فرانس میں برقعہ اور حجاب کی مخالفت، سوئٹزر لینڈ میں مسجدوں کی مخالفت، ناروے میں حضور ﷺ کے خاکوں کی اشاعت، امریکہ میں باریش لوگوں پر تشدد اور اُس کے حکم پر پاکستان کے دینی مدارس پر چھاپے یہ ایک ہی منصوبے کا حصہ ہیں۔ اس کا توڑ کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لیے کہ دشمن ہمیں نیست ونابود کرنے پر تُلا ہوا ہے۔

آج اُمتِ مسلمہ کے ہر فرد کو کلمہ طیبہ اپنی ذات، اپنی جان اور اپنے جسدِ خاکی پر نافذ کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں ایک نئے لیڈر کی ضرورت ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور علی حیدر کرار رضی اللہ عنہ اب ہماری قسمت میں کہاں، یہ چھوٹا منہ اور بڑی بات ہے، یہ چاند مانگنے والی بات ہے۔ آج ہمیں ضرورت ہے ایک محمد بن قاسم کی جو نحیف ونزار پکار پر وقت کے راجہ داہر کو للکارے۔ آج ہمیں ضرورت ہے ایک طارق بن زیاد کی جو مصلحت کی کشتیاں جلا کر سر دھڑ کی بازی لگا سکے۔ آج ہمیں ضرورت ہے ایک مجاہد کی جو نیٹو افواج کے سامنے صلاح الدین ایوبی بن کر کھڑا ہو جائے۔ آج ہمیں ضرورت ہے ایک ٹیپو سلطان کی جو شیر کی ایک دن کی زندگی کو گیدڑ کی سوسالہ زندگی پر ترجیح دے۔ آج ہمیں ضرورت ہے ایک اقبال کی جو فکرِ یہود کو عیاں کردے اور تہذیب مغرب کا دامن چاک کردے۔ آج ہمیں ضرورت ہے ایک محمد علی جناح کی جو دھن ودولت سے منہ پھیر کر خلوص کے ساتھ قوم کی رہنمائی کرے۔ آج ہمیں ضرورت ہے ایک ایسے خرقہ پوش اور بوریہ نشین خلیفۃ المسلمین کی جو ہاتھوں میں قرآن تھامے، گردن میں غلامیٔ رسولؐ کا قلادہ ڈالے قبلہ رُخ چلتا جائے اور کسی قیمت پر سمت تبدیل نہ کرے۔ آج ہمیں ضرورت ہے۔ آج ہمیں ضرورت ہے!!

☆☆☆

بقیہ: جب تک سانس تب تک آس

گئی۔ امریکی ذرائع ابلاغ کے سابق امریکی ایوان نمائندگان کی آرمڈ کمیٹی کے سربراہ ایڈم اسمتھ نے کہا ہے کہ ڈرون حملے پاکستان کے خاص علاقوں تک محدود ہیں۔ لیکن انہیں دوسرے علاقوں تک توسیع دی جاسکتی ہے۔ اس سلسلے میں کانگریس کے اراکین کے درمیان تفصیلی بحث ہوئی ہے۔ وزیرستان اور بلوچستان کے کچھ علاقوں کو ڈرون حملوں کا نشانہ بنانے پر بھی تبادلہ خیالات کیا گیا (بحوالہ مقدمہ 6 دسمبر 2009) اور نیویارک ٹائمز کے مطابق اوبامہ انتظامیہ نے سی آئی اے کو پاکستان کے قبائلی علاقوں میں ڈرون حملوں کی تعداد بڑھانے کا اختیار دے دیا ہے اور ''دہشت گردی'' کے خلاف جنگ میں پہلی بار امریکی حکام بلوچستان پر ڈرون حملوں کے امکانات پر پاکستانی حکام سے بات چیت کر رہے ہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ پاکستان کے سب سے بڑے شہر کو بھی ڈرون حملوں کی زد میں لانے کی منصوبہ بندی ہو رہی ہو اور اس کے لئے جواز فراہم کرنے کے لئے ٹارگٹ کلنگ اور حالیہ بم دھماکوں کے ذریعہ لسانی اور فرقہ وارانہ فسادات پھیلانے کی کوششیں ہو رہی ہوں۔ ہمیں ایک ایسے دوست نما دشمن سے پالا پڑا ہے، جس سے کچھ بھی توقع کی جاسکتی ہے۔

ہمارے کچھ قائدین ڈرون حملوں کے خلاف احتجاج کے طور پر اپنی آوازیں بلند کر رہے ہیں، لیکن اس سے کیا ہوتا ہے؟ کیا اس سے امریکہ ڈر جائے گا؟ بنیادی بات یہ ہے کہ جب تک ہماری حکومت امریکہ سے ڈرتی رہے گی، ہم مرتے رہیں گے، قومی غیرت کا جنازہ نکلتا رہے گا۔ ایک کمزور آدمی کو بھی اگر ایک تھپڑ رسید کی جائے تو وہ اگر کچھ نہیں کرتا تو اتنا تو کہتا ہے کہ دوسرا تھپڑ مار کر دیکھ تو بتاتا ہوں۔ امریکہ کے خوف سے تو ہماری زبانیں بھی گنگ ہو چکی ہیں۔ لہٰذا ڈرون حملے جاری ہیں اور ساتھ ہی ساتھ حکومت کی خاموشی بھی۔ دیکھیے، یہ خاموشی کون توڑتا ہے اور قوم کو خوف سے کب نجات ملتی ہے۔ شائد کوئی مردِ غیب برآمد ہو ہی جائے۔ جب تک سانس ہے تب تک آس ہے۔

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ

''مسجد جامع القرآن، مین سیٹلائٹ ٹاؤن روڈ سرگودھا'' میں

21 رفروری 2010ء بروز اتوار نماز عصر

تا 27 رفروری بروز ہفتہ نماز ظہر

مبتدی تربیت گاہ

کا انعقاد ہو رہا ہے۔ زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: ڈاکٹر رفیع الدین 0300-9603577

المعلن: مرکزی شعبہ تربیت : (042)36316638-36366638
0321-7761916

انقلابی جدوجہد میں

دعوت و تبلیغ کی اہمیت

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید کی خصوصی تحریر

زیر بحث موضوع کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

1۔ دین میں دعوت و تبلیغ کا مقام

2۔ انقلابی جدوجہد میں اس کی خصوصی اہمیت

آیئے، پہلے عمومی طور پر یہ جاننے کی کوشش کریں کہ ہمارے دین میں دعوت و تبلیغ کا مقام کیا ہے۔

1۔ دعوت و تبلیغ کی اہمیت اور ضرورت

ہمارے دین میں دعوت و تبلیغ کا جو مقام ہے وہ کم از کم رفقاء تنظیم سے ہرگز مخفی نہیں ہے۔ قرآن حکیم کے مطالعے سے دین کا جو تصور ہمارے سامنے آتا ہے جس کا خلاصہ ہے منتخب نصاب، اس کی رو سے دعوت و تبلیغ کوئی اضافی نیکی نہیں بلکہ نجات کی کم از کم شرائط میں شامل ہے۔ قرآن حکیم جس صراط مستقیم کی ہدایت دیتا ہے اس کا خلاصہ سورۃ العصر میں نہایت جامعیت کے ساتھ آیا ہے۔ وہاں نجات کی جو شرائط بیان ہوئی ہیں اُن میں ایمان اور عمل صالح کے بعد تیسری شرط کے طور پر تواصی بالحق' کا اور پھر تواصی بالصبر کا ذکر ملتا ہے۔

سورۃ العصر کا درس ہم نے ایک نہیں بیسیوں بار سنا ہے بلکہ ہم میں سے اکثر نے اس کا درس بھی دیا ہوگا۔ اس حوالے سے ہم سب خوب جانتے ہیں کہ سورۃ العصر میں بیان کردہ چاروں شرائط نجات ناگزیر ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی کم کرنے سے نجات کا معاملہ مشکوک ہو جاتا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ تواصی بالحق بھی نجات کی ناگزیر اور کم از کم شرائط میں شامل ہے۔ تواصی بالحق قرآن حکیم کی ایک جامع اصطلاح ہے، اور اس کی تشریح و تعبیر قرآن مجید کے دوسرے مقامات کے حوالے سے جو ہمارے سامنے آتی ہیں وہ یہ کہ اس میں دعوت و تبلیغ، وعظ و نصیحت، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور شہادت علی الناس سب شامل ہیں۔

یہی تواصی بالحق کی اصطلاح سورۃ لقمان کے دوسرے رکوع میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی صورت میں ہمارے سامنے آتی ہے۔

﴿یٰـبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ﴾

"بیٹا، نماز کی پابندی رکھنا اور (لوگوں کو) اچھے کاموں کے کرنے کا حکم دینا اور بری باتوں سے منع کرتے رہنا"

سورۃ حم السجدہ کی آیت 33 میں یہی اصطلاح دعوت الی اللہ کی شکل میں جلوہ گر ہوتی ہے۔

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا﴾

"اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے۔"

اسی دعوت الی اللہ کو مزید کھولا گیا سورۃ النحل کی آیت 125 میں کہ

﴿اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ط﴾

"(اے پیغمبرؐ) لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے رستے کی طرف بلاؤ۔ اور بہت ہی اچھے طریقے سے ان سے مناظرہ کرو۔"

یہاں دعوت الی اللہ کے تین درجے معین کر دیے گئے۔ یا یوں کہیے کہ دعوت کے دائرہ کار کو تین حصوں میں منقسم کیا گیا ہے۔ ایک حکمت اور فلسفے کی سطح ہے۔ پھر "موعظہ حسنہ" کا لیول (level) ہے یعنی دلپذیر اور دلنشین وعظ۔ اور پھر "جدال حسن" کا ہے یعنی بوقت ضرورت مجادلہ اور مناظرہ بھی دعوت الی اللہ میں شامل ہوگا۔ ان تین درجوں کی تشریح کی مجھے حاجت محسوس نہیں ہوتی، اس لیے کہ آپ حضرات ان کے بارے میں مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔

تواصی بالحق کی اصطلاح کا ظہور سورۃ الحج کے آخری رکوع میں 'جہاد فی سبیل اللہ' کی شکل میں ہوا۔

﴿وَجَاھِدُوْا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِہَادِہٖ﴾

"اور اللہ (کی راہ) میں جہاد کرو جیسا جہاد کرنے کا حق ہے"

اور جہاد کی اولین غرض و غایت شہادت علی الناس بیان ہوئی۔

﴿لِیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ شَہِیْدًا عَلَیْکُمْ ....﴾

"تاکہ پیغمبر تمہارے بارے میں شاہد ہوں"

اور یہ ہم سب جانتے ہیں کہ شہادت علی الناس یعنی لوگوں پر اتمام حجت قائم کرنے کے دو درجے ہیں۔ ایک قولی شہادت ہے اور دوسرا عمل سے شہادت قائم کرنا ہے۔ اور ظاہر بات ہے کہ قولی شہادت سے مراد دعوت و تبلیغ ہی ہے!

معلوم ہوا کہ کسی بھی زاویے سے ہم مطالبات دین یا دینی ذمہ داریوں کا جائزہ لیں' دعوت و تبلیغ سے مفر نہیں ہے۔ نجات کی کم سے کم شرائط میں بھی یہ شامل ہے۔ ایمان کے عملی تقاضے یعنی جہاد فی سبیل اللہ میں بھی داخل ہے اور مطالبات دینی کی فہرست میں جہاد فی سبیل اللہ اور شہادت علی الناس کے حوالے سے یہ شامل ہے۔

اگرچہ دعوت و تبلیغ کے مقام اور اس کی اہمیت کے بیان میں مزید کچھ عرض کرنے کی حاجت نہیں ہے تاہم ایک اور حوالے سے بھی اس کی اہمیت کی جانب اشارہ غیر ضروری نہ ہوگا۔ بطور یاددہانی عرض ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت کے لازمی تقاضے کے طور پر بھی دعوت و تبلیغ کی ذمہ داری اُمت مسلمہ پر عائد ہوتی ہے۔ یہ دراصل ختم نبوت کا منطقی نتیجہ ہے۔ دعوت و تبلیغ کی جو ذمہ داری پہلے انبیاء کرام علیہم السلام ادا کرتے تھے وہ اب اس اُمت کو ادا کرنی ہے۔ ع "نورِ توحید کا اتمام ابھی باقی ہے۔"
نوعِ انسانی آسمانی ہدایت و رہنمائی کی ضرورت سے ابھی بے نیاز نہیں ہوئی، بلکہ روز بروز یہ ضرورت شدید تر ہو رہی ہے۔ سیدھی سی بات ہے کہ دعوت و تبلیغ اور

شہادت علی الناس کا فریضہ اب اُمت کے ذمے ہے۔ چنانچہ سورۃ البقرہ میں امت کی تو غرض تاسیس ہی یہ بتائی گئی ہے کہ

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾

''اور اسی طرح ہم نے تم کو امت معتدل بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور پیغمبر تم پر گواہ بنیں۔''

پھر سورۃ آل عمران میں اس کو مزید کھولا گیا:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾

''(مومنو) جتنی امتیں (یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں، تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔''

گویا اس اُمت کو تو لوگوں کے لیے برپا کیا گیا ہے۔ لوگوں تک اللہ کے دین کو پہنچانا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام کیے چلے جانا اُمت کا اولین اور نمایاں ترین فریضہ ہے۔ بقول شاعر ع ہم تو جیتے ہیں کہ دنیا میں ترا نام رہے۔ یہی وجہ ہے کہ نہ صرف یہ کہ نبی اکرم ﷺ نے خطبۂ حجۃ الوداع میں یہ فرما کر ((فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ)) تبلیغ دین کی ذمہ داری اُمت کے کاندھوں پر منتقل کر دی تھی، بلکہ دعوت و تبلیغ کے کام کو عام کرنے کے لیے تشویق و ترغیب کے طور پر یہاں تک فرمایا کہ ((بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ آيَةً)) یعنی ''پہنچاؤ میری جانب سے خواہ ایک ہی آیت ہو۔'' یعنی کوئی شخص بھی اپنے آپ کو اس کام سے غیر متعلق محسوس نہ کرے بلکہ اپنی ذمہ داری سمجھے کہ اُسے اپنی صلاحیت اور استعداد کے مطابق دعوت و تبلیغ کا کام سرانجام دینا ہے۔

اب تک کی بحث کا حاصل یہ ہے کہ ہم کسی بھی زاویۂ نگاہ سے جائزہ لے لیں، اسی نتیجے پر پہنچیں گے کہ دعوت و تبلیغ کا کام کوئی اضافی نیکی نہیں ہے بلکہ یہ ہمارے بنیادی دینی فرائض میں شامل ہے۔

اب ہم اپنے موضوع کے دوسرے حصے کی طرف آتے ہیں۔ یعنی انقلابی جدوجہد میں دعوت و تبلیغ کی خصوصی اہمیت!

2۔ انقلابی جدوجہد میں دعوت کی خصوصی اہمیت

اس ضمن میں بھی پہلے ہمیں مختصراً یہ جائزہ لینا ہوگا کہ کسی بھی انقلابی جدوجہد میں دعوت و تبلیغ یعنی اپنے نظریے کی اشاعت اور اس کے پرچار کی کیا اہمیت ہوتی ہے اور پھر ہم یہ دیکھیں گے کہ انقلاب محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام یا انقلاب اسلامی میں اس کی خصوصی اہمیت کیا ہے!

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں ہر انقلابی جدوجہد بالعموم چھ مراحل سے گزرتی ہے۔ اگرچہ انقلابی مراحل کا یہ تصور ہم نے سیرت نبویؐ سے اخذ کیا ہے لیکن یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ کسی بھی انقلاب کے خواہ وہ کمیونسٹ انقلاب ہو یا فرانس کا، کسے باشد، یہی چھ مراحل ہوتے ہیں۔ یعنی (1) دعوت (2) تنظیم (3) تربیت (4) صبر محض (5) اقدام اور (6) مسلح تصادم۔ ان چھ مراحل سے گزر کر اگر انقلاب کامیابی سے ہمکنار ہو جائے تو پھر توسیع انقلاب کا مرحلہ آتا ہے، جسے آپ ساتواں مرحلہ شمار کر سکتے ہیں۔

ان انقلابی مراحل میں دعوت کا مرحلہ سب سے

حافظ عاکف سعید

ایک بے گناہ عورت پر فردِ جرم عائد کرنا انتہائی گھناؤنا اور ظالمانہ فعل ہے

امریکی جیوری کے فیصلہ سے عدل، جمہوریت اور مساوات کے دعویدار امریکہ کا دنیا کے سامنے پول کھل گیا ہے

شہباز بھٹی کا قانون ناموس رسالت پر نظر ثانی سے متعلق بیان قوم کے جذبات کو بھڑکانے کے مترادف ہے

1 امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے ڈاکٹر عافیہ صدیقی کیس کے حوالہ سے امریکی جیوری کے فیصلے پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ جب قانون بینا اور جیوری نابینا ہو تو ایسے ہی فیصلے کی توقع کی جا سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ ایک معصوم اور بے گناہ عورت پر فرد جرم عائد کرنا اور اسے سخت سزا دینا انتہائی گھناؤنا اور ظالمانہ فعل ہے لیکن اس سے یہ اچھا نتیجہ ضرور نکلا ہے کہ عدل جمہوریت اور مساوات کے دعویدار امریکہ کا دنیا کے سامنے پول کھل گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس فیصلہ سے ہمارے ان لبرل دانشوروں کی آنکھیں بھی کھل جانی چاہئیں جو دن رات امریکی جمہوریت اور آزادی کے گن گاتے رہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اللہ رب العزت نے صرف مسلمان قاضیوں کو یہ توفیق اور حوصلہ عطا فرمایا تھا کہ وہ غیر مسلم کے حق میں اور حکمرانِ وقت کے خلاف فیصلہ دینے سے بھی ہچکچاتے نہیں تھے۔ انہوں نے کہا کہ ایسے غیر منصفانہ اور پست ذہنیت کے حامل فیصلے امریکہ کے مکمل زوال کا باعث بنیں گے۔ ان شاء اللہ (پریس ریلیز: 4 فروری 2010ء)

2 امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے وفاقی وزیر برائے اقلیتی امور شہباز بھٹی کے اس بیان کا کہ ناموسِ رسالت کے قانون پر رواں سال نظر ثانی کی جا سکتی ہے، سخت نوٹس لیتے ہوئے کہا ہے کہ ایک ایسے موقع پر جبکہ ناروے میں توہین آمیز خاکوں کی اشاعت پر پوری امت سراپا احتجاج ہے، ان کا یہ بیان قوم کے جذبات کو بھڑکانے کے مترادف ہے۔ حکومت کا یہ مؤقف صد فیصد درست نہیں کہ توہین رسالت کے قانون کا اقلیتوں کے خلاف غلط استعمال کیا جا رہا ہے، بلکہ اس کے برعکس ماضی میں ایسا بھی ہوا ہے کہ توہین رسالت کے مرتکب فرد کو سزا دینے کی بجائے حکومت نے اسے ملک سے فرار ہونے کا موقع دیا۔ اگر یہ مؤقف درست ہو تب بھی یہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس قانون کے غلط استعمال کے خلاف اقدامات کریں نہ کہ قانون ہی پر نظر ثانی کی جائے۔ وزیر موصوف کا یہ کہنا کہ جمہوری حکومت اقلیتوں کے خلاف تفریقی قانون کو منسوخ کرنے پر یقین رکھتی ہے، اس حقیقت کا اظہار ہے کہ حکومت اس قانون کو منسوخ کرنے کا عزم رکھتی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ حکومت نے اِس قانون کی تنسیخ کی کوشش کی تو عوامی احتجاج کا سیلاب اُسے بہا لے جائے گا۔ (پریس ریلیز: 10 فروری 2010ء)

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی پاکستان)

مقدم ہے۔ ہر انقلاب کی بنیاد میں کوئی انقلابی نظریہ کار فرما ہوتا ہے۔ اس کی دعوت و تشہیر سے انقلابی جدوجہد کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ یہ وہ پہلی سیڑھی ہے کہ اسے نظر انداز کر کے کوئی انقلابی جدوجہد آگے نہیں بڑھ سکتی۔ اس لیے کہ باقی تمام مراحل کا انحصار اسی ایک مرحلے پر ہے۔ دعوت ہی کے ذریعے وہ افراد میسر آئیں گے جنہیں آپ تنظیم و تربیت کے مراحل سے گزار کر ان کے ذریعے ایک انقلابی جماعت تشکیل دے سکیں گے۔ اقدام اور مسلح تصادم کی نوبت تو بہت بعد میں آئے گی۔ مارکس کی فکر کو پھیلانے اور عام کرنے والے اگر فعال کارکن موجود نہ ہوتے تو کمیونسٹ انقلاب کی طرف ہرگز کوئی پیش قدمی ممکن نہ ہوتی۔

نبی اکرم ﷺ کی سیرت مطہرہ کی طرف جب ہم رجوع کرتے ہیں تو آپ کی انقلابی جدوجہد کا نقطۂ آغاز بھی دعوت کا مرحلہ تھا۔ آپ کی سیرت میں تو ہمیں اس مرحلے کے تفصیلی خطوط ملتے ہیں اور اس میں ہمارے لیے رہنمائی کا وافر سامان موجود ہے۔

بالکل آغاز ہی میں ﴿یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ ① قُمْ فَاَنْذِرْ ② وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ ③﴾ ”اے (محمدؐ) جو کپڑا لپیٹے ہو، اُٹھو اور ہدایت کرو اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کرو۔“ کے اجمالی حکم کے بعد دعوت کے سلسلے میں سب سے پہلا تفصیلی حکم یہ آیا ﴿وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ ۝﴾ (الشعراء: 214) ”خبردار کرو اپنے قریبی رشتہ داروں کو“ یہ گویا دعوت کے مرحلے کا پہلا قدم ہے۔ پھر حکم ہوا ﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِکِیْنَ ۝﴾ (الحجر: 94) یعنی ”خوب کھول کر سنا دو جس کا تمہیں حکم ہوا اور مشرکوں کی پروا مت کرو“۔ اب آپؐ کی دعوت رشتہ داروں کی حدود سے نکل کر پورے مکے پر محیط ہو جاتی ہے۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ انقلابی جدوجہد کے اس ابتدائی مرحلے میں نبی اکرم ﷺ پر ایمان لانے والا ہر شخص خود داعی بن جاتا ہے۔ حالانکہ ابتدائی مکی سورتوں میں ایسا کوئی حکم نہیں ملتا جس کی رو سے عام مسلمانوں کے لیے بھی دعوت و تبلیغ کو ضروری قرار دیا گیا ہو۔ لیکن امر واقعہ یہی ہے کہ جو شخص بھی ایمان قبول کرتا خود داعی اور مبلغ بن جاتا تھا۔ یہ دراصل اس انقلابی مرحلے کا فطری تقاضا تھا جسے ہر شخص محسوس کرتا اور اس کام میں ہمہ تن مشغول ہو جاتا تھا۔ اگر یہ دعوتی کام نہ ہوتا تو اگلے مراحل کا امکان ہی پیدا نہ ہوتا۔

معلوم ہوا کہ ہر انقلابی جدوجہد کا یہ وہ ناگزیر مرحلہ ہے کہ جس کے بغیر کسی بھی انقلابی تحریک کا کامیابی سے ہمکنار ہونا تو دور کی بات اس وادی میں دو قدم چلنا بھی ناممکن ہے۔

دعوت انقلابی جدوجہد کا وہ ناگزیر مرحلہ ہے کہ جس کے بغیر کسی بھی انقلابی تحریک کا کامیابی سے ہمکنار ہونا تو دور کی بات اس وادی میں دو قدم چلنا بھی ناممکن ہے

اب میں اپنی گفتگو کے آخری حصے کی طرف آ رہا ہوں۔ اور وہ یہ کہ انقلاب محمدی یا اسلامی انقلاب کی خاطر جدوجہد کرنے والے افراد کے لیے دعوت و تبلیغ کے اس مرحلے کی خصوصی اہمیت کیا ہے!

ایک اسلامی انقلابی جماعت کے کارکن کے لیے جن اوصاف سے متصف ہونا اور جن ہتھیاروں سے مسلح ہونا ضروری ہے اُن میں ایک ہے ایمان اور دوسرا ہے عمل صالح۔ اگر ایمان اور عمل صالح کی تھوڑی بہت پونجی انسان کے پاس نہیں ہے تو اول تو وہ اس راہ کی طرف آئے گا نہیں اور اگر آیا بھی تو ﴿اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ﴾ کی عملی تصویر بن کر رہ جائے گا اور اپنے کردار سے اس اسلامی انقلابی جماعت کو بدنام کرنے کا باعث بنے گا۔

لیکن اس مفروضے سے قطع نظر کہ کوئی ایمان اور عمل صالح کی پونجی کے بغیر بھی اس راہ میں قدم رکھ سکتا ہے، یہ امر واقعہ ہے کہ جو شخص بھی خلوص کے ساتھ کسی انقلاب اسلامی کی جدوجہد میں شریک ہوتا ہے، وہ ایمان اور عمل صالح کی کچھ نہ کچھ پونجی لے کر آتا ہے۔ اس پونجی کے بغیر اسلامی انقلابی جدوجہد ہرگز آگے نہیں بڑھ سکتی۔ یہ خصوصی معاملہ صرف اسلامی انقلاب کا ہے، دیگر کسی انقلاب کے لیے یہ شرط مفروض کرنا ضروری نہیں ہے۔

لیکن ایک عجیب اور قابل غور بات یہ ہے کہ ایمان اور عمل صالح کی اس پونجی میں اضافے کا سب سے مؤثر اور سنت رسول ﷺ سے قریب تر طریقہ یہ ہے کہ انسان دعوت و تبلیغ کا کام شروع کر دے۔ اس عمل کا دو طرفہ نتیجہ ظاہر ہوگا۔ ایک طرف تو اس انقلابی جدوجہد کی رفتار میں اضافہ ہوگا۔ دوسری طرف اگر انسان فی الواقع مخلص ہے تو نہ صرف یہ کہ اس کے ایمان میں بتدریج اضافہ ہوتا چلا جائے گا بلکہ اس کے اعمال کی اصلاح بھی ساتھ کے ساتھ ہوتی چلی جائے گی۔ اس لیے کہ دعوت کے نتیجے میں لوگوں کے طعنے سننے پڑیں گے۔ استہزاء کا سامنا ہوگا۔ مختلف حوالوں سے داعی کا قافیۂ حیات تنگ کرنے کی کوشش کی جائے گی اور اس کے نتیجے کے طور پر از خود اللہ کی طرف رجوع بڑھے گا۔ ((اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ اَشْکُوْا ضُعْفَ قُوَّتِیْ وَقِلَّۃَ حِیْلَتِیْ وَھَوَانِیْ عَلَی النَّاسِ))...... ”اے اللہ (کہاں جاؤں، کہاں فریاد کروں) تیری ہی جناب میں فریاد لے کر آیا ہوں اپنی قوت کی کمی اور اپنے وسائل و ذرائع کی کمی اور لوگوں میں جو اہانت ہو رہی ہے اُس کی“ والی کیفیت پیدا ہوگی‘ اللہ کے ساتھ چمٹنے کی کیفیت بڑھ جائے گی۔ گویا راہ حق میں پیش آنے والی ابتلائیں اور آزمائشیں انسان کے ایمان میں اضافے کا موجب بن جائیں گی۔ سورۃ الاحزاب کی یہ آیت اس پر نص قاطع ہے۔

﴿وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا ھٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَصَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ ۡ وَمَا زَادَھُمْ اِلَّآ اِیْمَانًا وَّتَسْلِیْمًا ㉒﴾

”اور جب مومنوں نے (کافروں کے) لشکر کو دیکھا تو کہنے لگے یہ وہی ہے جس کا اللہ اور اس کے پیغمبرؐ نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اس کے پیغمبرؐ نے سچ کہا تھا اور اس سے ان کا ایمان اور اطاعت اور زیادہ ہو گئی۔“

ایمان میں اضافہ عمل صالح کی راہ ہموار کرے گا۔ اور ویسے بھی جب انسان دوسروں کو دعوت دے گا تو دوسرے لوگ اس پر نکتہ چینی کر کے اس کی عملی خامیوں کی نشاندہی کریں گے اور اگر وہ واقعتاً مخلص ہوا تو لامحالہ اپنے اعمال کی اصلاح کرے گا۔

اور اس طرح دعوت و تبلیغ کے نتیجے میں انسان کے ایمان اور عمل صالح کی پونجی میں اضافہ ہوگا اور یہ اضافہ اس انقلابی جدوجہد کو سر کرنے کا باعث بنے گا۔ یہ ہے انقلابی جدوجہد میں دعوت و تبلیغ کی وہ خصوصی اہمیت جس پر ہمیں خصوصی توجہ دینی چاہیے۔

اَقُوْلُ قَوْلِیْ ھٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لِیْ وَلَکُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

☆☆☆

جب تک سانس تب تک آس

محمد سمیع

کتنا چسپاں ہوتا ہے ہم پاکستانیوں پر یہ قول کہ جو ڈر گیا وہ مر گیا۔ نائن الیون کے سانحہ کے بعد امریکہ کی ایک ہی دھمکی پر ہم ڈر گئے۔ اس کے بعد ہمارے مرنے کا جو سلسلہ شروع ہوا ہے وہ نہ جانے کب تک جاری رہتا ہے۔ فوجی آپریشنز کے نتیجے میں جہاں مبینہ طور پر دہشت گرد مر رہے ہیں وہاں ہمارے فوجی جوان بھی مر رہے ہیں۔ خودکش حملوں سے ہمارے لوگ جن میں خواتین و حضرات کے ساتھ بچے بھی شامل ہیں وہ سب مر رہے ہیں۔ اور ڈرون حملوں کی وجہ سے امریکہ کا کہنا ہے کہ القاعدہ کے اہم رہنما مر رہے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ بے گناہ شہری جو مر رہے ہیں ان کا کیا قصور؟ گویا جو کے ساتھ گھن بھی پس رہا ہے۔ اب تو حال یہ ہے کہ امریکہ کہتا ہے کہ شمالی وزیرستان میں فوجی آپریشن کرو۔ ہم نہیں کر رہے تو اس نے تابڑ توڑ ڈرون حملے بڑھا دیئے ہیں۔ 3 فروری کی خبر ہے کہ آٹھ جاسوس طیارے پہلی بار بیک وقت پرواز کرتے ہوئے آئے۔ 18 میزائل داغے گئے جس کے نتیجے میں 29 افراد جاں بحق ہو گئے۔

ہم کہتے ہیں کہ ہم جاسوس طیاروں کو مار گرانے کی صلاحیت رکھتے ہیں، لیکن ہم ایسا کریں گے نہیں، کیونکہ ہم امریکہ سے الجھنا نہیں چاہتے۔ ہماری حکومت ٹھیک ہی تو کہتی ہے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو امریکہ اس کی پشت پناہی سے ہاتھ کھینچ لے گا جو وہ افورڈ نہیں کر سکتی۔ زبردست کا ٹھینگا ویسے بھی سر پر ہوتا ہے۔ حکومت کے مخالفین کا کہنا ہے کہ امریکی ڈرون حملوں میں ہماری حکومت کی مرضی شامل ہے۔ امریکی حکام کی باتوں سے بھی ایسا ہی محسوس ہوتا ہے۔ امریکی فوج کے سربراہ جنرل ڈیوڈ پیٹریاس نے کہا ہے کہ امریکہ میزبان ملک کی رضامندی کے بغیر ڈرون حملے نہیں کرتا۔ (بحوالہ روزنامہ جنگ 13 اکتوبر 2009)

ہماری فوج کے ایک سابق سربراہ نے اپنے ایک مضمون میں لکھا تھا کہ ڈرون طیارے بلوچستان کے شمسی ایئرپورٹ سے اڑتے ہیں۔ امریکی اخبار لاس اینجلز ٹائمز کی رپورٹ کے مطابق ایک امریکی دفاعی عہدیدار نے نام نہ ظاہر کرنے کی شرط پر اخبار کو بتایا کہ امریکی بغیر پائلٹ طیارے جنوبی وزیرستان آپریشن میں پاک فوج کو عسکریت پسندوں کے ٹھکانوں کی ویڈیوز اور انٹیلی جنس معلومات پر مبنی تصویریں مہیا کر رہے ہیں جو نہ صرف پاکستان کے لئے فائدہ مند ہے بلکہ خطہ میں دہشت گردوں کو ختم کیے جانے کے لئے امریکی انتظامیہ کی خواہشات کا ترجمان بھی ہے۔ معلوم نہیں انہوں نے پاکستان کے لئے امریکہ کی نیک خواہشات کا اظہار پردے کے پیچھے رہ کر کیوں کیا ہے۔ اپنا نام ظاہر کرنے کی اخبار کو اجازت دے دیتے تو ہم پاکستانی ان کے شکرگزار بھی ہوتے۔ اظہار کے اس طریقے پر اس سے زیادہ اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ ع کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

اگر امریکہ ہماری فوج کی مدد کر رہا ہے تو ہماری حکومت کو اس پر پردہ ڈالنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس سے تو ہمارے عوام میں امریکہ کے لئے کچھ تو خیر سگالی کا جذبہ ابھرتا۔ یہ ہماری حکومت کی جانب سے کسی دانشمندی کا اظہار نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ کبھی کوئی امریکی اہلکار یہ بیان دے دے کہ پاکستان کی حکومت اپنے عوام میں امریکہ کی نفرت کو ختم کرنا نہیں چاہتی، جبھی تو وہ ہمارے اچھے کاموں کی پبلسٹی نہیں کرتی۔ ڈرون حملوں کے حوالے سے تو نہیں البتہ امریکہ کے اچھے کاموں کی تشہیر نہ کیے جانے اور اس کے برعکس اس کے خلاف جارحانہ تنقید کرنے پر رچرڈ ہالبروک ہمارے سینئر صحافیوں کے سامنے شکوہ کر بھی چکے ہیں۔ کم از کم مجھ جیسے کم فہم کے لئے یہ سمجھنا مشکل ہے کہ پاکستانی حکومت امریکہ سے یہ مطالبہ کیوں کر رہی ہے کہ ڈرون طیارے اسے فراہم کئے جائیں، تاکہ وہ خود "دہشت گردوں" سے نمٹ سکے۔ کیا اس کی جانب سے "دہشت گردوں" پر حملوں میں جو کے ساتھ گھن نہیں پسیں گے۔ پھر تو عوام حکومت کو الزام دیں گے کہ وہ اپنے عوام کو مارنے پر تلی ہوئی ہے۔ عوام تو اب بھی یہ کہتے ہیں کہ بہادری کا مظاہرہ تو ہمارے قبائلی بھائیوں نے امریکی ڈرون طیاروں کو مار گرا کر کیا ہے۔ انہیں کوئی کیسے بتائے کہ ہمارے قبائلی بھائی ایسا اس لئے کر گزرے کہ وہ اقتدار کی کرسی پر فائز نہیں۔ ذرا انہیں اقتدار پر فائز ہونے کا موقع فراہم کریں، پھر دیکھیں کہ ان کی بہادری کہاں جاتی ہے۔ آخر اقتدار کو بچانے کے لئے بہت کچھ کرنا پڑتا ہے، خواہ کوئی یہ کہے کہ ان کا تو ضمیر ہی مر چکا ہے۔

ہم جب تک ڈرتے رہیں گے، مرتے رہیں گے۔ امریکیوں کے بلند حوصلے تو دیکھئے۔ امریکہ کے سابق صدارتی امیدوار اور سینیٹر جان میکین کا کہنا ہے کہ دہشت گردوں کے خاتمے تک ڈرون حملے جاری رہیں گے۔ (بحوالہ روزنامہ جنگ 9 جنوری 2010ء) ان کی ہاں میں ہاں ملانے والے ہمارے "محسن" امریکی سینیٹر جان کیری جنہوں نے کیری لوگر بل پیش کیا، کہتے ہیں کہ پاکستان پر ڈرون حملے جاری رہیں گے، کیونکہ ان کے مطابق ان حملوں کے ذریعہ 20 میں سے 14 القاعدہ کے اہم رہنما ہلاک کئے جاچکے ہیں۔ (بحوالہ محشر 25 اکتوبر 2009) انہوں نے چودہ القاعدہ رہنماؤں کی ہلاکت کی بات تو کی ہے لیکن یہ نہیں بتایا کہ ان کی ہلاکت کے ساتھ ان حملوں کے ذریعہ اور کتنے بے گناہ شہری مارے گئے۔ جو کے ساتھ گھن تو پستا ہی ہے۔ اس میں پسنے والوں کا کیا قصور۔

میں اپنی ڈری ہوئی قوم کو مزید ڈرانا نہیں چاہتا ورنہ انہیں بتاتا کہ امریکی کانگریس کے ایک اہم رکن نے کہا ہے کہ پاکستان میں ڈرون حملوں کے دائرہ کار اور اختیار کو بڑھانے کے لئے کانگریس میں تفصیلی بحث کی

(باقی صفحہ 4 پر)

......تو پھر کیا ہوگا؟

امجد رسول امجد

اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو مکمل فرما دیا ہے۔ اب اسلام قیامت تک کے لیے ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس میں انفرادی اور معاشرتی زندگی سے لے کر سیاست وحکومت تک کے بارے میں تعلیمات دی گئی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اہلِ نظر اسے قانونِ فطرت کہتے ہیں۔ دوسری جانب مادر پدر آزاد مغربی معاشرے ہیں۔ انہوں نے جمہوریت کے لبادے میں جو قوانین وضع کیے، اُن کے بارے میں اہلِ مغرب کا دعویٰ ہے کہ یہ حد درجہ معقول اور امیر غریب، چھوٹے بڑے ہر ایک کے لیے مساوات کے اصول پر مبنی ہیں۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ قانون ابلیسی دعوے کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اگر ہم غیر مسلم ممالک کے قوانین کا مطالعہ کریں تو بہت سے قوانین انتہائی مضحکہ خیز دکھائی دیں گے اور ہمیں حیرت اور اپنے آپ پر افسوس ہوگا کہ ہم نے بھی ایسے قوانین کی پیروی کر کے قدرت کے انمول اسلامی قوانین کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ آیئے، تھوڑی دیر کے لیے جمہوریت کے سب سے بڑے دعویدار پوری دنیا کے چودھری، عالمی سپر پاور امریکہ بہادر کے چند قوانین پر غور کریں جہاں اکثر ریاستوں میں بھانت بھانت کے مضحکہ خیز قوانین لاگو ہیں۔

- امریکہ کے شمال مشرق میں واقع Vermon میں رائج قانون کے تحت بیوی اس وقت تک مصنوعی دانت یا بتیسی نہیں لگا سکتی جب تک یہ شوہر سے اجازت نہ لے لے۔
- امریکہ کی جنوب مشرقی ریاست فلوریڈا میں اگر کوئی کنواری خاتون اتوار کے دن ساحلی مقام پر پیراشوٹ سے چھلانگ لگائے تو اسے جیل جانا پڑتا ہے۔
- ریاست مشی گن میں اگر چور کو چوری کے دوران گھر والے زدوکوب کریں تو چور اس کے خلاف عدالت میں چارہ جوئی کر سکتا ہے۔
- ریاست میری لینڈ بالٹی مور میں شیر کو سینما گھر لے جانے پر پابندی ہے۔
- آکسفورڈ میں کوئی عورت کسی مرد کی تصویر کے سامنے برہنہ نہیں ہو سکتی۔
- ریاست ایروزونا میں اونٹ کا شکار کرنا جرم ہے۔
- بیشتر ریاستوں میں قانون کے مطابق دیوالیہ ہو جانے والے افراد کی شادی کی انگوٹھی قرق نہیں کی جا سکتی۔
- اوماہا شہر میں اگر کوئی بچہ عبادت کے دوران شور مچائے تو اس کے ماں باپ کو گرفتار کر لیا جاتا ہے۔
- ریاست آرکنساس میں شوہر اپنی بیوی کی پٹائی صرف ایک ماہ میں ایک دفعہ کر سکتا ہے۔
- فلوریڈا کے ساحلی علاقہ میں کوئی شخص تیراکی کے لباس میں گا نہیں گا سکتا۔
- امریکہ کے مغرب میں واقع ریاست Utah میں شوہر کی موجودگی میں بیوی کی جانب سے کیے گئے ہر جرم کا ذمہ دار شوہر ہوتا ہے۔
- ریاست ٹیکساس میں بچوں کے روایتی انداز سے ہٹ کر بال تراشنا قانوناً ممنوع ہے۔
- امریکہ کے شمال مشرقی ریاست میں ہاتھوں کے بل سڑک پر چلنا ممنوع ہے۔
- فلوریڈا کے کسی بھی بیوٹی سیلون میں اگر کسی عورت نے سر پر ہیئر ڈرائیر پہنا ہوا ہو اور اسے نیند آ جائے تو اس عورت اور سیلون کے مالک پر جرمانہ ہوتا ہے۔
- ریاست ورجینیا میں پولیس کی سیٹی کی نقل اتارنا جرم ہے۔
- رقبے کے لحاظ سے پانچویں بڑی ریاست نیو میکسیکو میں سائیکل ریس پر جوا جائز ہے۔
- ریاست واشنگٹن کے شہر سیٹل میں کسی بھی ایک پھول سے تیار کردہ شہد کھانا قانوناً ممنوع ہے۔
- ریاست انڈیانا کے شہر میں لہسن کھا کر تھیٹر جانا جرم ہے۔
- ریاست الاسکا میں ریچھ کو گولی مارنا جائز اور اس کی تصویر اتارنا ناجائز ہے، کیونکہ اس سے اس کے آرام میں خلل پڑتا ہے۔
- ریاست جارجیا میں اتوار کے دن پتلون کی پچھلی جیب میں آئس کریم رکھنا جرم ہے۔
- ریاست انڈیانا میں شراب کی دکان پر دودھ فروخت کرنا جرم ہے۔

متذکرہ بالا بے سروپا قوانین کو دیکھ کر سخت حیرانی ہوتی ہے کہ ہم کس اعلیٰ قانون کو چھوڑ کر کیسے ادنیٰ قانون کی پیروی کر رہے ہیں۔ ایسے میں میری نگاہوں میں خلیفہ ہارون الرشید کا دربار گھوم جاتا ہے، جس میں ایک کمال رکھنے والا شخص حاضر ہوا اور عرض کیا، امیر المومنین، میں وہ کمال جانتا ہوں جو آپ اور آپ کے درباریوں نے پہلے کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ خلیفہ نے فرمایا: دکھاؤ، وہ کون سا کمال ہے؟ جادوگر نے دو سوئیاں ہاتھ میں لیں۔ ایک سوئی دربار میں گاڑ دی اور چند قدم دور بیٹھ کر اپنے ہاتھ والی سوئی کو پھینکا تو یہ زمین میں گاڑی ہوئی سوئی کے ناکے میں جا کر پھنس گئی۔ خلیفہ نے نشانہ بازی کا یہ مظاہرہ دیکھ کر بہت تعجب کیا۔ درباری بھی یہ نظارہ دیکھنے آئے تھے۔ لہٰذا خلیفہ سمیت سب نے اُس کو یہ کرتب دوبارہ کرنے کے لیے کہا۔ اُس نے دوبارہ بھی یہ کرتب نہایت مہارت سے کر دکھایا۔ جب کرتب ختم ہوا تو خلیفہ نے اسے سو اشرفیاں انعام دینے اور دس دُرّے مارنے کا اعلان کر دیا، جو فوراً پورا کیا گیا۔ درباریوں نے انعام اور دُرّے دو متضاد کاموں پر حیرانی ظاہر کی تو خلیفہ نے فرمایا: انعام اس لیے دیا گیا ہے کہ واقعتاً یہ کام بڑا لاجواب تھا اور دُرّے اس لیے مارے گئے ہیں کہ اتنا اعلیٰ دماغ کس فضول کام میں مصروف رہا۔ ایسے ہی ہمیں یقین رکھنا چاہیے کہ روزِ محشر بھی اللہ تعالیٰ ہمیں کلمہ توحید پڑھنے اور اُس کے تقاضے پورے کرنے پر جنت عطا کریں گے، مگر اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے کہ اگر اُس نے ہمیں اپنے عادلانہ قانون، منشور اور مکمل ضابطہ حیات کو چھوڑ کر دنیا کے بوسیدہ، کمزور اور مکڑی کے جالے کی مانند ناپائیدار قانون سے متاثر ہونے، ڈرنے، مرعوب ہونے اور اُسے نافذ کرنے کے جرم میں سزا سنا دی تو پھر کیا ہوگا؟

فاٹا کی سنگین صورتحال اور اس کا حل

وسیم احمد

قیام پاکستان کے وقت صوبہ سرحد میں کانگریس کی حکومت تھی۔ جس کی بدنیتی کا یہ عالم تھا کہ مسلم اکثریتی صوبہ ہونے کے باوجود پاکستان سے الحاق کے لیے ریفرنڈم کا مطالبہ کیا گیا۔ یہ ریفرنڈم 6 تا 17 جولائی 1947ء کے درمیان منعقد ہوا، جس میں اس وقت صوبہ کے 50 فیصد سے زائد عوام نے اپنا حق رائے دہی استعمال کیا۔ پاکستان کے حق میں 289,224، جبکہ مخالفت میں صرف 28,744 ووٹ آئے۔ کانگریسی حکومت کی اس عبرت ناک شکست اور پاکستان سے الحاق کے لیے فاٹا کے قبائلی عوام نے بڑے جوش وخروش سے ووٹ دیا، جس کے بدلے میں حکومت پاکستان نے وہاں فوج نہ رکھنے اور ان علاقوں کو افغانستان سے آزادانہ آمدورفت کی اجازت دی تھی۔ قائداعظمؒ نے اس موقع پر زور دے کر فرمایا تھا کہ ”قبائلیوں کی اندرونی خودمختاری پر آنچ نہیں آنے دی جائے گی۔“ کشمیر کی آزادی میں بھی فاٹا کے قبائلیوں نے قابل ذکر کردار ادا کیا تھا۔ مملکت خداداد پاکستان کا یہ علاقہ امریکہ کی نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ تک امن وسکون کا گہوارہ تھا۔

فاٹا اس وقت تقریباً 35 لاکھ سے زائد نفوس اور 7 ایجنسیوں باجوڑ، مہمند، خیبر، اورکزئی، کرم، شمالی وزیرستان اور جنوبی وزیرستان پر مشتمل علاقہ ہے۔ صدر پاکستان براہ راست یا وفاق کے نمائندے گورنر سرحد کے ذریعے انگریزوں کے چھوڑے ہوئے قوانین (FCR-1901) کے تحت قوانین وضع کرتے ہیں۔ آئین پاکستان کی دفعہ 247 اور 248 کے تحت یہ علاقہ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے دائرہ کار میں نہیں آتا۔ جرگے کا فیصلہ حتمی تصور کیا جاتا ہے۔ ہر ایجنسی کا سربراہ پولیٹیکل ایجنٹ کہلاتا ہے جو صدر اور گورنر کا نامزد کردہ ہوتا ہے۔ یہ ایجنٹ انسانی حقوق کنونشن سے ماوراء سزائیں دینے کا اختیار بھی رکھتا ہے۔ نومبر 2007ء میں نیویارک ٹائمز نے ان پولیٹیکل ایجنٹوں کے بارے میں ایک رپورٹ میں لکھا تھا: "The political agents are widely considered corrupt bureaucrats of Pakistan civil service." فاٹا میں کوئی یونیورسٹی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں کی شرح خواندگی صرف 17% ہے جو پاکستان کی 44% اوسط شرح خواندگی کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ عورتوں میں تعلیم کا تناسب صرف 3% ہے، جبکہ بقیہ پاکستان میں اوسطاً خواتین کی شرح خواندگی 32% ہے۔ 7670 افراد کے لیے ایک ڈاکٹر اور 2179 افراد کے لیے ہسپتال میں ایک بستر میسر ہے۔ فاٹا میں نہ تو کوئی بینکنگ سسٹم ہے اور نہ پولیس ڈیپارٹمنٹ، نہ عدلیہ ہے اور نہ کسی لوکل گورنمنٹ کا کوئی وجود۔ انہی محرومیوں اور سیاسی خلاء کے باعث یہ خوبصورت اور انتہائی پُرامن علاقہ اسلام دشمن عناصر کی آماجگاہ بن چکا ہے اور تقریباً ایک ہزار مربع کلومیٹر پر مشتمل زرخیز ترین زمین افیون کی کاشت کا گڑھ اور کسی قانون نافذ کرنے والے ادارے کی عدم موجودگی کے سبب دنیا بھر کے ڈرگ مافیا کا مدار بن چکی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان مخالف اور اسلام دشمن خفیہ ایجنسیوں نے القاعدہ اور طالبان کی آڑ میں یہاں اپنا نیٹ ورک اتنا مضبوط کرلیا ہے کہ پاکستان کا کوئی بھی علاقہ خواہ وہ فوج کا ہیڈکوارٹر (GHQ) ہو یا پولیس کا ٹریننگ سینٹر، میریٹ ہوٹل ہو یا ISI اور FIA کا دفتر، راولپنڈی کی پریڈ لین ہو یا لاہور کا مال روڈ، کوئی بھی جگہ بھی ان کے خونی وار سے محفوظ نہیں۔ وہ اپنی دہشت گردانہ کارروائیوں سے نہ صرف اپنے مذموم مقاصد حاصل کر رہے ہیں بلکہ اپنے طاقتور میڈیا کی بدولت مسلمانوں کو پوری دنیا میں دہشت گرد باور کر رہے ہیں اور دوسری طرف پاکستان کی اقتصادیات کو کنگال کر رہے ہیں۔ پاکستان بھر میں کوئی ترقیاتی کام بیرونی سرمایہ کاری یا امداد کے نہ آنے کی وجہ سے شروع نہیں ہو رہا اور جو شروع ہے وہ مکمل نہیں ہو پا رہا۔

یہ کتنی ستم ظریفی ہے کہ پاکستان ہمیشہ امریکہ کا آلہ کار بنا اور اس کے لیے کبھی بھی اپنے لوگوں کی جان ومال اور مفادات کا تحفظ ترجیح اول نہیں رہا۔ ہم آج بھی اپنے مسلمان بھائیوں کو ملیامیٹ کرنے کے لیے اغیار کے دست و بازو بنے ہوئے ہیں۔ ایک عرصے سے طالبانائزیشن اور القاعدہ کے خاتمے کے نام پر ہماری فوج اس علاقے میں دوست اور دشمن کی تمیز رکھے بغیر لاشیں گرا رہی ہے۔ ہمارا مکار اور عیار ”دوست“ اسی پر اکتفا نہیں کرتا، بلکہ ڈرون حملوں کے ذریعے دن رات بے گناہ لوگوں کو قبروں میں اُتارنے کا ”فریضہ“ بڑی باقاعدگی سے ادا کر رہا ہے۔ ان حالات میں ہمیں یہ حقیقت دل و دماغ میں بٹھا لینی چاہیے کہ خالی نعرے لگانے یا ملٹری ایکشن کرنے سے اس علاقے میں امن قائم نہیں ہوسکتا۔ اس مقصد کے حصول کے لیے نیک نیتی سے انتہائی سنجیدہ کوششوں کی ضرورت ہے۔ اس حوالے سے ذیل میں ارباب اختیار کی خدمت میں چند تجاویز اس امید کے ساتھ پیش کی جارہی ہیں کہ ؏ شاید کہ ”اُن کے“ دل میں اُتر جائے میری بات۔

☆ فاٹا کو فوری طور پر علیحدہ صوبہ بنا دیا جائے یا اس کی آزادانہ حیثیت ختم کر کے صوبہ سرحد میں ضم

> مقامی سطح پر ایف سی آر کے فرسودہ قانون کا خاتمہ کر کے اسلامی شریعت پر مبنی ایسا عدالتی نظام وضع کیا جائے جس سے وہاں کے لوگوں کو فوری اور سستا انصاف مل سکے

کر دیا جائے۔

☆ مقامی سطح پر ایف سی آر کے فرسودہ قانون کا خاتمہ کر کے اسلامی شریعت پر مبنی ایسا عدالتی نظام وضع کیا جائے جس سے وہاں کے لوگوں کو فوری اور سستا انصاف مل سکے۔

☆ پاک فوج اور فرنٹیئر کانسٹیبلری کے زیر کمان تباہ حال سکولوں، شاہراہوں، ڈیموں اور پلوں کی تعمیر و مرمت کا فوری آغاز کیا جائے، تاکہ اس علاقے میں ترقی ہو، اور لوگوں کو روزگار ملے۔

☆ سمگل شدہ گاڑیوں کو قانونی حیثیت دینے کے لیے کالے دھن کو سفید کرنے کی طرز پر (Amnesty Scheme) کا اجراء کیا جائے، تاکہ مقامی لوگوں کو پورے پاکستان کے لیے ٹرانسپورٹ میسر آ سکے۔

> فاٹا کو فوری طور پر علیحدہ صوبہ بنا دیا جائے
> یا اس کی آزادانہ حیثیت ختم کر کے صوبہ سرحد میں ضم کر دیا جائے

☆ دینی مدارس کو رجسٹر کر کے انہیں پبلک سکولوں کا درجہ دیا جائے اور طلبہ و طالبات کے لیے مفت تعلیم و تربیت کا بندوبست کیا جائے۔

☆ اس علاقے میں قیام امن کے لیے باہر سے فوج بھیجنے کی بجائے مقامی ریٹائرڈ فوجیوں اور FC کے ملازمین کی خدمات حاصل کی جائیں۔

☆ فاٹا میں بیرونی مداخلت روکنے کے لیے وہاں پر متعین افسروں اور جوانوں کو خصوصی ریفریشر کورسز کروائے جائیں۔

☆ فاٹا کا امن تباہ کرنے میں ملوث ملک دشمن عناصر کو بے نقاب کیا جائے۔

☆ اقوام متحدہ اور دوست اسلامی ممالک سے امداد طلب کر کے وہاں پر تعمیر و ترقی کا کام فوری طور پر شروع کیا جائے۔

☆ افیون کی کاشت پر مکمل پابندی لگائی جائے، کسانوں کو روزمرہ کے استعمال میں آنے والی فصلوں کے بیج اور کھاد مفت فراہم کیے جائیں، تاکہ انہیں باعزت متبادل روزگار مل سکے۔

❀❀❀

جزیرہ نمائے عرب پر امریکی تسلط کے خلاف صدائے احتجاج

اسامہ بن لادن کا اصل جرم

ترجمہ: محمد فہیم

عابد اللہ جان کی معرکہ آرا کتاب

"AFGHANISTAN: THE GENESIS OF THE FINAL CRUSADE"

کا قسط وار اُردو ترجمہ

طالبان پر اسامہ بن لادن کو ٹھکانہ مہیا کرنے کا الزام لگایا گیا۔ تاہم اس ختم نہ ہونے والے پروپیگنڈے میں کبھی بھی اس حقیقت کی طرف اشارہ نہیں کیا گیا کہ 1989ء میں سوویت یونین کی واپسی کے معاہدے، افغان عرب بشمول اسامہ نے واپس عرب دُنیا میں اپنے گھروں کا رُخ کرنا شروع کیا۔ ان کی بیدار سیاسی حس نے ان کو یہ احساس دلایا کہ سعودی عرب اور مصر جیسے ممالک بھی تو امریکہ کے اسی طرح تابع ہیں، جیسے کہ نجیب اللہ کی حکومت ماسکو کی تابع ہے۔ بیرونی قبضہ اور استبداد کے خلاف جذبہ سے سرشار سوویت یونین کے خلاف امریکی جہاد کے ان آزمودہ کاروں کا اپنے ملکوں میں ایک بہت ہی مضبوط حلقہ وجود میں آیا۔ سوویت امپریلیزم کو شکست دینے پر انہیں یہ احساس ہوا کہ وہ اپنے ملکوں کی کرپٹ، بے ایمان اور ڈکٹیٹر حکومتوں کے ساتھ بھی ایسا کر سکتے ہیں۔ انہیں یقین تھا کہ وہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی سعودی عرب میں امپریلزم کو بھی جو ان کی ابتداء یعنی 1932ء سے قائم ہے، ختم کر سکتے ہیں۔

طالبان کو ''دہشت گردوں'' کو ٹھکانہ دینے پر مورد الزام ٹھہرایا گیا، لیکن میڈیا نے قصداً مغربی عوام الناس کو مسئلہ کے اصل اسباب سے بے خبر رکھنے کی پالیسی اختیار کیے رکھی۔ مثال کے طور پر 1990ء میں کویت کے بحران کے وقت سعودی عرب میں 5 لاکھ 40 ہزار مغربی غیر ملکی افواج کا ٹھہرنا ایک ایسا عمل تھا جس نے بہت سے سعودی نژاد آزادی پسند لوگوں خصوصاً علماء میں ایک غصہ بھر دیا، کیونکہ اس سرزمین میں مکہ و مدینہ واقع ہیں، جنہیں پیغمبر خدا حضرت محمد ﷺ کی جائے پیدائش اور جائے وصال ہونے کا شرف حاصل ہے۔ سعودی لوگوں کی اکثریت اپنی سرزمین پر بیرونی افواج نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔ ان کی بد اعتمادی اور بڑھ گئی جب مارچ 1991ء کو کویت کو آزاد کرنے کے بعد پینٹاگان نے سعودی مملکت سے تمام فوجوں کا انخلاء نہیں کیا۔ جن لوگوں نے اس رویہ کے خلاف زبانی احتجاج کیا، ان میں اسامہ بھی شامل تھے جنہوں نے ایک باقاعدہ کمیٹی ترتیب دے دی جس نے مذہبی سیاسی اصلاحات کی پُر زور وکالت کی۔

1993ء میں شاہ فہد نے ایک مشاورتی کونسل بنائی۔ اس نے اس کونسل کے تمام ممبروں کا تقرر کیا جو صرف مشیر کی حیثیت میں کام کرتے تھے۔ اسامہ بن لادن اور دوسرے افراد امریکی غلامی کو اس کی افواج کے انخلاء کے ساتھ ختم کرنا چاہتے تھے۔ 1994ء میں اپریل تا جولائی جنگ یمن کے دوران جب ریاض نے جنوبی یمن کے مارکسسٹ لیڈروں کی پشت پناہی کی تو اسامہ اور دوسروں نے اس سرکاری پالیسی کو مسترد کر دیا۔ چنانچہ حکومت نے اسامہ کو سعودی شہریت سے محروم کر کے انہیں ملک سے نکال دیا۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کا ان کے خلاف دہشت گردی کا الزام لگانے سے یہ بہت پہلے کی بات تھی۔ تاہم اسامہ کی سوڈان کی طرف جلاوطنی نے دوسرے آزادی پسندوں کو ان مہروں کو ایوان اقتدار سے نکال باہر کرنے کے ارادے سے منع نہیں کیا، جو اپنے لوگوں کی بہ نسبت واشنگٹن کے مفادات کے لیے کام کر رہے تھے۔ نومبر 1995ء میں ریاض میں سعودی نیشنل گارڈز کے مرکز پر حملہ کیا گیا۔ اس حملہ میں امریکہ کے

پانچ اہلکار جو وہاں مقیم تھے، مارے گئے۔ چار مشتبہ سعودی افراد جو پکڑے گئے، ان میں تین "افغان" تھے۔ ان تمام پر جرم ثابت ہوا اور انھیں پھانسی دے دی گئی۔ یہ ایسی بات تھی کہ افغانی اس طرح سعودیوں کا بدلہ چکا رہے تھے جیسے کہ سعودیوں نے سوویت قبضہ کے سلسلہ میں افغانیوں کی مدد کی تھی۔ تاہم جس چیز نے سعودی عرب میں امریکی فوج کی موجودگی کو زیادہ نمایاں کیا، وہ دہران ایئربیس (airbase) کے نزدیک الخبر کمپلیکس کے باہر 25 جون 1996ء کو ایک ٹرک بمباری تھی۔ اس دھماکے کے نتیجے میں 19 امریکی فوجی مارے گئے اور چار سو سے زائد زخمی ہوگئے۔ یہ واقعہ اسامہ کے سوڈان سے افغانستان منتقل ہونے کے چند ہی ہفتے بعد وقوع پذیر ہوا۔ جب سوڈانی حکومت پر واشنگٹن اور ریاض کی طرف سے دباؤ پڑا، اسامہ پر ملک چھوڑنے کے لیے زور دیا گیا۔ تاہم تمام اخباری رپورٹوں سے اس وقت یہ پتہ چلتا تھا کہ امریکہ کی بڑی خواہش تھی کہ اس دھماکہ میں تہران کو ملوث کیا جائے، یہ جاننے کے باوجود کہ یہ کارروائی مقامی مخالفین کی تھی جو سعودی عرب میں امریکی موجودگی کے خلاف سرگرم عمل تھے۔

امریکی میڈیا یہ نہیں چاہتا تھا کہ سعودی عرب کی سرزمین پر امریکی موجودگی کی وجہ سے سعودیوں کی ناراضی کو آشکارا کر دے۔ تب اسامہ نے اپنے ملک میں امریکیوں کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا۔ ان کے وسیع پیمانے پر تشہیر شدہ الفاظ میں اس نے اعلان کیا "مسلم خلیجی ریاستوں میں امریکی صلیبیوں کی موجودگی سب سے بڑا خطرہ ہے اور یہ دُنیا کے سب سے بڑے ذخائر تیل کے لیے ایک خوفناک تنبیہ بن رہی ہے۔ اللہ کو ماننے (یعنی کلمہ پڑھنے) کے بعد اس قابض دشمن کو نکال باہر کرنا سب سے بڑا فریضہ ہے"۔ اگرچہ اسامہ کے 1998ء کے اس فتویٰ پر بہت سارے لوگوں نے دستخط کیے تھے، تاہم اس کے افغانستان میں ہونے کے باوجود طالبان کے کسی معروف لیڈر نے اس فتویٰ پر دستخط نہیں کیے۔

الخبر دھماکے کے بعد سعودی حکمرانوں نے بے دلی کے ساتھ سعودی سرزمین پر امریکیوں کی موجودگی تسلیم کی۔ یہ امریکی اس فورس کا حصہ تھے جس میں 170 فائٹرز، بمبرز اور ٹینک کیلرز شامل تھے جو سعودی عرب، کویت اور بحرین میں ٹھہرائے گئے تھے۔ باخبر مشاہدہ کاروں کا کہنا تھا کہ امریکی فوجی اہلکاروں کی تعداد سعودی مملکت میں 15 سے 20 ہزار تک تھی جن میں کئی ہزار سویلین کپڑوں میں ملبوس فوجی بھی شامل تھے جنھیں دہران، جدہ اور ریاض میں وزارت دفاع میں رکھا گیا تھا۔

> اسامہ بن لادن نے اعلان کیا:
>
> "مسلم خلیجی ریاستوں میں امریکی صلیبیوں کی موجودگی سب سے بڑا خطرہ ہے اور یہ دُنیا کے سب سے بڑے ذخائر تیل کے لیے ایک خوفناک تنبیہ بن رہی ہے"

طالبان کا سعودی حکومت کے اس معاملہ سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ غصہ تو لوگوں کا ریاست ہائے متحدہ امریکہ پر تھا، جس نے سعودی عرب میں اسے عراق کے حملہ سے بچانے کے بہانے اپنی افواج رکھی تھیں۔ اب جبکہ امریکی سربراہی میں بنے ہوئے اتحاد نے عراقیوں کو کویت سے نکال باہر کیا تھا تو یہ مشن مکمل ہوگیا۔ ایسے میں بیرونی افواج کا مزید وہاں رہنا بلا ضرورت تھا۔ اس سلسلہ میں اس کی موجودگی کے متعلق کوئی سرکاری وضاحتی بیان بھی نہیں تھا۔ غیر سرکاری طور پر یہ بتایا جاتا ہے کہ سعودی عرب میں امریکی جہازوں کی موجودگی عراق "نوفلائی زون" کو استحکام دینے کے لیے ہے۔ اس منطق میں کم از کم چار حوالوں سے خامی موجود ہے۔

1۔ واشنگٹن نے کھلے عام کویت اور بحرین سے دفاعی معاہدہ کا اقرار کیا تھا تو پھر سوال یہ ہے کہ پھر اُس نے ان دو مقامات تک اپنے آپ کو محدود کیوں نہ کیا اور سعودی عرب کو اس سے باہر کیوں نہ رکھا، جبکہ اسے تمام مسلمانوں کے نزدیک خصوصی مذہبی حیثیت حاصل ہے؟

2۔ جنوبی "نوفلائی زون" کو اگست 1992ء (یعنی جنگ خلیج کے خاتمہ کے سترہ مہینے بعد) تک قائم نہیں کیا گیا تھا جس کا مقصد بظاہر صدام حکومت کی کارروائیوں سے جنوبی عراق کی شیعہ آبادی کو محفوظ کرنا تھا۔ لہٰذا اس کا تو جواز نہیں تھا کہ امریکی جہاز اس وقت سے پہلے وہاں رکھے جاتے۔

3۔ امریکہ کا پانچواں بحری بیڑہ مستقل طور پر بحرین میں موجود تھا جس کے ایک دو ایئر کرافٹ کیریرز مستقل طور پر آبنائے فارس میں متحرک رہتے تھے۔ پھر کیا ضرورت رہ جاتی ہے کہ امریکی جنگی جہازوں کو سعودی سرزمین پر رکھا جائے۔ یہی چیز تو سعودی عوام کی ناراضی میں اضافہ کا سبب بنی جبکہ ان کا یقین یہ تھا کہ سعودی سرزمین پر امریکہ نے اسی طرح قبضہ کر رکھا ہے جس طرح کہ سوویت یونین نے افغانستان کی سرزمین پر قبضہ کر رکھا تھا۔

4۔ عراق کے حوالہ سے جو پابندیاں اقوام متحدہ کی طرف سے عائد کی گئی تھیں نوفلائی زون یا ان کا کوئی حصہ اس میں شامل ہی نہیں تھا۔ لہٰذا ان نوفلائی زون کو یو این او کا مینڈیٹ حاصل نہیں تھا۔ یہ امریکہ نے یکطرفہ (بدمعاشی کے طور پر) قائم کیے تھے۔

اہم ترین بات یہ ہے کہ 2003ء میں عراق پر حملہ کی تیاری کے سلسلہ میں امریکہ نے سرکاری طور پر اعلان کر رکھا تھا کہ وہ سعودی عرب سے اپنی افواج کا انخلا کرے گا لیکن تا حال اس ضمن میں کچھ نہ کیا جاسکا۔ یہ ایک دھوکہ اور فریب تھا جسے بروئے کار لا کر امریکہ عراق پر ناجائز حملہ کے لیے تائید حاصل کرنا چاہتا تھا۔

یہ بات نوٹ کرنے کی ہے کہ اس تمام منظرنامے میں طالبان کا دور دور تک بھی پتہ نہیں، لیکن عجیب بات ہے کہ تمام نزلہ ان پر گرایا گیا۔ گویا وہ براہ راست واشنگٹن کی پالیسیوں میں دخیل ہیں۔ اس سے آدمی معلوم ہوتا ہے کہ امریکی سعودی منحرفین (اسامہ وغیرہ) کو "اسلامی تشدد پسند" اور طالبان کو ان کے محافظین کے طور پر پیش کرنا چاہتے تھے۔

لندن میں قائم مشرق وسطیٰ سے تعلق رکھنے والے انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف سٹریٹیجک سٹڈیز کے ایک ماہر کا دعویٰ ہے کہ انھیں واشنگٹن ریاض کی ایک مشترکہ سٹریٹیجی معاہدہ کا پتہ ہے جو نومبر 1979ء میں مکہ میں بغاوت کے بعد سعودی عرب اور امریکہ کے درمیان طے پایا ہے۔ اگر کبھی شاہی خاندان کے خلاف کوئی بغاوت ہو جائے تو امریکی فوج کو اپنی پوری طاقت کو فرنٹ پر لا کر بغاوت کو کچلنے کے لیے 72 گھنٹے درکار ہوں گے۔ سالہا سال سے سعودی وزارت دفاع امریکہ ہی سے بہت جدید اسلحہ خریدتی رہی ہے۔ لیکن پینٹاگان کے کان اُس وقت کھڑے ہوگئے جب جنرل نارمن شوارز کوف نے (جو جنگ خلیج میں امریکہ کی سرگرمی میں بنے ہوئے اتحاد کا کمانڈر تھا) بتایا کہ سعودی فوج خصوصاً ایئرفورس اس بہت ہی پیچیدہ اور جدید اسلحہ کو استعمال کرنے کے قابل نہیں۔ لہٰذا سعودی عرب کے اہم مقامات پر امریکی فوج کے اہلکاروں کی موجودگی ایک ناقابل گریز امر ہے، تاکہ

کسی بھی ایمرجنسی کی صورت میں ایک بروقت اور فوری اشتراک عمل اور باہمی رابطہ کو یقینی بنایا جاسکے۔

پس منظر میں جو حقیقت تھی اس سے اسامہ اور دوسرے اس بات پر ہمنوا بن گئے کہ ان کے ملک کے حکمرانوں کی حفاظت کا ذمہ امریکہ نے لے کر ان کے ملک پر ایک گونہ قبضہ کر رکھا ہے۔ تب سے خلیج فارس میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات نے، جن میں عراق امریکہ تعلقات کو مرکزیت حاصل ہے، سعودی منحرفین کے نقطہ نظر کو سچا ثابت کر دیا ہے۔ ان لوگوں کو ایک مشترکہ نام ”القاعدہ کے دہشت گرد“ سے پکارا گیا، تاکہ ان کو ممکنہ حد تک بدنام کیا جاسکے۔

فروری 1998ء کے دوران بغداد، واشنگٹن کے تلخ تر ہوتے ہوئے بحران کے دوران جس کے نتیجے میں امریکہ کا بہت بڑا بحری بیڑا خلیج میں لنگر انداز ہوا، ان منحرفین (اسامہ اور ساتھیوں) نے پورے مشرق وسطی کے حوالے سے ایک بیان شائع کیا۔

23 فروری 1998ء کو انٹرنیشنل اسلامک فرنٹ کے زیر اہتمام اسامہ بن لادن ، ایمن الظواہری (جہادالاسلام مصر) ابو یاسر احمد طہٰ (جماعت الاسلامیہ مصر) شیخ میر حمزہ (جمعیت العلمائے پاکستان) اور فضل الرحمٰن (حرکۃ الجہاد بنگلہ دیش) نے ایک اعلامیہ جاری کیا، جس کی زبان وہی تھی جو اس سے پہلے افغانستان میں سوویت یونین کی موجودگی کے خلاف ریاست ہائے متحدہ امریکہ نے استعمال کی تھی۔ لیکن واضح ہو کہ امریکہ کی پالیسیاں ان پابندیوں سے مبرا ہیں، جن کا وہ دوسروں پر اطلاق کرنا چاہتا ہے۔ آئی آئی ایف (انٹرنیشنل اسلامک فرنٹ) نے ان لوگوں کی بھی تائید کی جن کو یقین ہے کہ القاعدہ کے نام سے کوئی تنظیم کبھی تھی ہی نہیں۔ اعلامیہ میں کہا گیا تھا:

”سات سالوں سے زیادہ کا عرصہ ہو چکا کہ امریکہ جزیرہ نمائے عرب میں اسلام کے مقدس مقامات پر قبضہ کر کے اس کی دولت کو لوٹ رہا ہے، اس کے حکمرانوں پر اپنے احکام چلاتا ہے، اس کے عوام کی تذلیل کر رہا ہے، اس کے پڑوسیوں کو دہشت گرد کہہ رہا ہے اور اس کی سرزمین کو اپنے بیس بنا کر وہاں سے پڑوس کے مسلمان ملکوں پر حملہ آور ہو رہا ہے۔ طالبان نے تو ایسا کچھ ہی نہیں کیا جبکہ امریکہ یہ سب کچھ کرتا رہا ہے۔“

دوسرا یہ کہ عراقی لوگوں پر صلیبی صیہونی اتحاد کے ہاتھوں تباہی کے علی الرغم، امریکی ایک بار پھر اس خوفناک قتل عام کا اعادہ چاہتے ہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ اگر ان جنگوں کے پیچھے امریکہ کے مقاصد مذہبی اور اقتصادی ہوں، تو ایک مقصد اور بھی ہے اور وہ ہے یہودیوں کی چھوٹی سی غاصبانہ ریاست کے مقاصد کی تکمیل۔ ساتھ ہی یہ کہ یروشلم پر غاصبانہ قبضہ اور مسلمانوں کے وہاں قتل سے دُنیا کی توجہ ہٹا دی جائے۔

یہ نکتہ اب پوری طور ظاہر ہو چکا ہے کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی مہمات ان مذہبی جنگوں کا حصہ ہیں جو وہ مختلف بہانوں سے دھوکہ دے کر لڑنا چاہتا ہے۔ اس کا اطلاق اسرائیل کی مذہبی اور نسلی جذبات کے زیر اثر تیار کردہ ریاستی پالیسی پر بھی مکمل طور پر ہوتا ہے، جس کی رو سے وہ ناجائز طور پر دوسروں کی سرزمین پر قبضہ جمائے ہوئے ہے۔

وسط دسمبر 1998ء کے دوران واشنگٹن اور لندن کے مل کر عراق پر ہوائی حملوں کے بعد، طالبان نے اسامہ بن لادن کے حوالہ سے واشنگٹن کے مطالبہ کے جواب میں تجویز پیش کی کہ امریکہ اس کے خلاف ثبوت مہیا کرے، تاکہ اس کی روشنی میں اسے اسلامی عدالت میں لایا جاسکے۔ امریکہ نے تعاون کرنے سے انکار کر دیا۔ لہٰذا دسمبر کے آخر میں طالبان کے قاضی القضاۃ نے اسامہ کی بے گناہی کا اعلان کر دیا۔ افغانستان سے روسی انخلاء کے ایک عشرہ بعد ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور سعودی پالیسی سازوں کی ہانڈی میں ابال آیا۔ جیسا کہ اسسٹنٹ سیکرٹری آف سٹیٹ رچرڈ مرفی نے کہا کہ ”ہم نے افغانستان میں خوفناک اژدہاؤں کی تخم ریزی کی ہے۔“

امریکہ کو بڑا صدمہ ہوا جب اس نے دیکھا کہ تحریک مزاحمت کا اژدہا جس کے بچے نکل آئے ہیں، وہ مغربی چین سے الجیریا، اور وہاں سے امریکہ کے مشرقی ساحل تک پھیل گیا ہے۔ امریکہ کا خیال تھا کہ سوویت یونین کی قبضہ گیری اس کے اپنی قبضہ گیری سے کوئی مختلف شے ہے۔ اسے یہ خیال ہی نہیں رہا کہ حملہ تو اُس نے افغانستان (ایک ملک) پر ہی کیا ہے، تاہم وہ براہ راست یا بالواسطہ تقریباً تمام مسلم ممالک پر قابض ہو چکا ہے۔

سالوں بعد مشاہدہ یہ ہے کہ طالبان کو تو مؤثر طور پر قربانی کا بکرا بنا کر رکھ دیا گیا ہے، لیکن امریکی مداخلت کی لعنت جواب مذہبی جذبہ کے تحت جاری ہے، جانے کا نام نہیں لیتی۔ اب یہ اصل بلا ہے جو دُنیا کے پیچھے لگی ہوئی ہے۔ اکیسویں صدی کی صلیبی جنگ اب یہاں جاری رہے گی کیوں کہ اس کی حقیقت یہ نہیں کہ یہ نائن الیون حادثہ کے رد عمل کے طور پر شروع کی گئی تھی، بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ نائن الیون کے واقعات سے بہت پہلے اس کی منصوبہ بندی ہو چکی تھی۔ (جاری ہے)

☆☆☆

ماہ ربیع الاوّل کا بہترین تحفہ

سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر 2 کمپیوٹر CD میں محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے تقریباً تمام ویڈیو اور آڈیو خطابات بعنوان

☆عظمت مصطفیٰ ﷺ ☆ختم نبوت و تکمیل رسالت

☆سیرت النبی ﷺ ☆منہج انقلاب نبوی ﷺ

☆رسول انقلاب ﷺ کا طریقہ انقلاب

کتب (PDF فارمیٹ)

☆اُسوہ رسول ﷺ ☆رسول کامل ﷺ ☆نبی اکرم ﷺ کا مقصد بعثت

☆معراج النبی ﷺ ☆نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں

رابطہ: ڈاکٹر محمد ابراہیم، لاریکس کالونی گڑھی شاہو لاہور

فون: 0300-4624146 / 0333-4373465

عافیہ! ہمارے لیے دعا کرو!

عامرہ احسان

سوجے ہونٹ، سُتے ہوئے چہرے پر بہہ بہہ کر خشک ہوئے آنسو، قید تنہائی کا لق ودق صحرا جس میں دور دور اُمید کی کوئی کرن نہ ہو؟ ایسے میں آنکھیں بند کر لینا ہی بہتر ہے۔ یہ تصویر کس کی ہے؟ آپ کہیں گے اس تصویر کو کون نہیں پہچانتا، امت کی بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی تصویر ہے! یہ عافیہ ہی کی نہیں اس امت کی تصویر بھی ہے جس کے حکمران مال مست اور عوام کھال مست ہو چکے۔ انسٹھ آزاد مسلمان ممالک کی بیٹی، سوا ارب مسلمانوں کی بیٹی، یہ اس حال کو کیسے پہنچی؟ اس کے بچے کہاں ہیں؟ ایک بچہ احسان عظیم کر کے نانی اور خالہ کے پاس پہنچا دیا گیا۔ اس کے مطابق اس کا ایک بھائی مار دیا گیا۔ کم سن بچہ! عافیہ کی بیٹی کہاں ہے؟ بھیڑیوں اور درندوں کی اس دنیا میں تو اس کے لیے بھی اللہ سے مانگنا بہتر ہے کہ وہ جنت کا ہیرا، موتی بنادی گئی ہو۔ وہاں کے آزاد باغوں میں آرام وراحت سے ہو۔ جس امت کی بے حمیتی اور بے غیرتی کی سزا اس کی ماں بھگت رہی ہے، اللہ نہ کرے کہ اس معصومہ پر آنچ بھی آئے۔

ہمیں دانشور سمجھاتے ہیں کہ اس ایشو پر جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں۔ تسلی رکھیے، اگر ہم جذباتی ہوتے تو عافیہ پر وہ دن ہی طلوع نہ ہوتا جس کی رات ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی۔ اسے مسلمان ہاتھوں نے اٹھا کر "لاپتہ" کیا۔ نجانے کتنے بے ضمیر ہاتھ ایک ماں اور تین بچوں کو کافر کے ہاتھ تھما کر اس انجام تک پہنچانے میں ملوث ہوں گے۔ اس زمین پر تو ان ہاتھوں کا سراغ ممکن نہیں اس کے لیے "یوم تبلی السرائر" رازوں پر سے پردے اٹھنے والے دن کا انتظار کرنا ہوگا۔ یادش بخیر، عافیہ کے اٹھائے جانے کی خبر آئی...... کچھ دن تذکرہ ہوا۔ پھر مکمل خاموشی۔ نہ جانتے ہوئے بھی میں بے قرار ہو ہو کر پوچھتی، ڈاکٹر عافیہ اور اس کے بچے کہاں گئے۔ دعاؤں میں وہ اس وقت بھی شامل رہی جب نہ میں اُسے جانتی تھی، نہ اس کی کہانی، نہ اس کا اتہ پتہ، یہاں تک کہ مہربان طالبان کی قید سے رہائی پانے والی نومسلمہ یوآن ریڈلے اور عمران خان نے اس کی موجودگی (باگرام) کی خبر دی اور اس کے لیے آواز اٹھائی۔ لاپتہ کا پتہ چل گیا! اب مشرف پر سب وشتم لاحاصل ہے۔ اگرچہ مشرف کی کتاب میں موجود اعتراف یہ کہتا ہے کہ عافیہ کی حوالگی کے ڈالر بھی کئی افسران کی جیب میں گئے ہوں گے۔ تاہم اس قوم کا شیوہ بن چکا ہے کہ ہر سانپ کی موجودگی میں سانپ سونگھا رہتا ہے۔ عافیہ صدیقی بھی "اغوا" ہوجاتی ہے، لال مسجد جامعہ حفصہ بھی لہو رنگ کردی جاتی ہے۔ اس کے بعد سب لکیر پیٹنے کو نکل آتے ہیں۔ کراچی جیسے جیتے جاگتے شہر سے ایک جواں سال ماں اور تین چھوٹے بچوں کو اغوا کیا گیا۔ ٹیکسی سے اٹھا لئے جانے کے بعد سے بین الاقوامی ہوائی اڈے پر جہاز میں سوار کروا کے کابل لے جانے تک کے راستے میں کیا کوئی ایک انسان، کوئی ایک مسلمان بھی نہ تھا؟ کیا پاکستان کسی اور سیارے میں واقع ہے؟ کہ اس پورے واقعے کے پیچھے پراسرار ہاتھ نہ بھائی دیتے ہیں نہ دکھائی۔ اسی طرح بلیک واٹر کسی سیاہ بادل سے خاموشی سے اسلام آباد تا کراچی برس جانے والی سیاہ بارش کا نام ہے جس کے راستے میں سڑکیں، انسان، گاڑیاں، ہوائی جہاز، پاسپورٹ، ویزے، کاغذات نہیں آتے؟ حکومت اس کی موجودگی سے لاعلم ہے۔ جن، چڑیلیں کہیں دیکھنے میں آجائیں تو خوفزدہ ہو کر فوراً چھوڑنے کا حکم صادر ہوجاتا ہے۔

بڑی بڑی ناقابل یقین ہولناک وارداتیں ناک میں دم کردینے والے ناکوں سے گزر کر ہوجاتی ہیں جن پر انسان اور گاڑیاں تو سکرین ہو جاتی ہیں۔ صرف جنات ہی کا سکرین کیا جانا ممکن نہیں۔ لہٰذا کراچی میں پُراسرار آگ بھڑکتی ہے اور معیشت دھواں دھواں ہو جاتی ہے جو کیمیکل استعمال کیا گیا وہ پاکستان میں میسر ہی نہیں۔ جنات کی دنیا سے لایا گیا تھا۔ لہٰذا یہ اس قوم کو سوچنا ہوگا کہ واقعی صرف جذباتی نعرے، جلسے جلوس ہمارے مسائل کا حل نہیں۔ جنات سے نمٹنے کے لیے پُراسراریت کے یہ سارے پردے چاک کرنے ہوں گے۔

امت کے پاس عافیہ کو بازیاب کرنے کے لیے کیا کیا حربے نہیں ہیں۔ امریکی معیشت کے "جن" کی جان مشرق وسطیٰ کے مسلمان ممالک کے ہاتھ میں ہے۔ نیٹو امریکی فوجوں کے "جن" کی جان پاکستان کی راہداریوں کے ہاتھ میں ہے۔ ان ہاتھوں کو گرفت میں لے کر متحرک کیے بغیر نہ عافیہ بازیاب ہو سکتی ہے نہ پاکستان بازیاب کروایا جا سکتا ہے۔ ہم اُس ملک کے شہری ہیں جس کی بنیاد کی پہلی اینٹ برصغیر کی پہلی عافیہ کو بازیاب کروانے میں محمد بن قاسم نے رکھی تھی، اور ستم یہ کہ آج کی عافیہ کو مظلوم وبے کس بنانے والے بھی ہم خود ہیں۔ اب تک مجھ کے آنسوؤں کے سیلاب امڈ رہے ہیں۔ (حکومتی سطح پر) تسلی، تشفی، یقین دہانیاں، اظہار ہمدردی انہیں یہ فکر کھائے جارہی ہے کہ عوامی جذبات بے قابو نہ ہوجائیں۔ کس کی آنکھوں میں دھول جھونکی جارہی ہے؟ اور وہ مسعود جنجوعہ، ڈاکٹر عابد شریف اور ان کے پیچھے قطار اندر قطار کھڑے مردوزن جو ابھی تک جنات کی قید میں ہیں۔ بے شمار خاندان جن کی مظلومیت نے پاکستان کو اللہ کے غضب کے دہانے پر پہنچا دیا۔ ایک دن بھی خالی نہیں جاتا کہ "لاپتگی" کی بھینٹ کوئی معصوم نوجوان نہ چڑھے۔ یہاں تک کہ اب صابر وشاکر جماعت اسلامی جیسی جماعت بھی چلا اٹھی۔ اللہ لاپتہ کرنے والوں کے بچے لاپتہ کردے، تاکہ انہیں ماں باپ کے دکھ کا احساس ہو، جبکہ گناہگار اور اربوں روپے لوٹنے والے حکومتی مناصب پر فائز ہیں۔ زرداری، گیلانی، کیانی

> عافیہ ایک بڑی تصویر کا حصہ ہے۔ ہماری غیرت، حمیت، حیا کے مرجانے کا نوحہ ہے۔ بہادروں کو یا ہم نے لاپتہ کردیا یا لیبل لگا کر مار ڈالا۔ اب باقی ماندہ قوم کی بہادری کا امتحان ہے

مثلث امریکہ کا ساتھ دے رہی ہے۔ امریکہ کی خدمت کرنے والے قوم کی ایک مظلوم اور معصوم بیٹی کو واپس نہ لاسکے۔ درد بھری اس پکار میں ایک جہانِ معنی آباد ہے۔ یہی مثلث اس وقت پاکستان کے لیے برمودا ٹرائی اینگل بن چکی ہے جس کی بھینٹ پاکستان کی آزادی، بقاء، اسلام، استحکام سبھی کچھ چڑھ چکا۔ ’روندی یاراں نوں لے لے بھراواں دا‘ کا بدنام محاورہ فٹ آتا ہے کہ پاکستان کا نام لے کر امریکی مفادات کا تحفظ ہو رہا ہے اور انہی مفادات میں مضمر تمام تر شخصی، ذاتی مفادات ہیں۔ فوکس درست کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم بھٹکے ہو چکے ہیں۔ عافیہ ایک بڑی تصویر (Larger Picture) کا حصہ ہے۔ ہماری غیرت، حمیت، حیا کے مر جانے کا نوحہ ہے۔ صرف اپنی ذات کے لیے، اپنے شکم اور اپنی جیب کے لیے مر مٹنے کے رویوں کا عملی اظہار ہے۔ بہادروں کو یا ہم نے لاپتہ کر دیا یا لیبل لگا کر مار ڈالا۔ اب باقی ماندہ قوم کی بہادری کا امتحان ہے۔ ڈاکٹر عافیہ صدیقی ہمارے امتحان کے پرچے کا بہت بڑا سوال ہے، ہم پہلے لال مسجد کے امتحان میں فیل ہو گئے تھے۔ اس کے بعد 600 سے زائد مساجد اور مدارس شہید کیے جا چکے ہیں۔ (مولانا فضل الرحمٰن کے فراہم کردہ اعداد و شمار)

عافیہ تو برسرِ منظر ایک بیٹی ہے، پس پردہ بیٹیوں کی تعداد کی خبر نہیں، سینکڑوں میں وہ بھی ہیں۔ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی والدہ نے اپنے انٹرویو میں ایک مرتبہ پھر امریکی عدل و انصاف کے چہرے سے پردہ سرکاتے ہوئے بتایا ہے کہ ”عافیہ کو برہنہ کر کے قرآن پاک اس کے قدموں میں رکھا گیا اور تقاضا کیا کہ اس پر قدم رکھ کر چلو تو تمہیں عدالت میں پیش کریں گے۔ اس امت کا خون کھول کر رگوں سے بہہ کیوں نہیں نکلتا۔ عصمت مآب پاکیزہ بیٹی اور اس قرآن کی تحقیر پر جو کمزور سے کمزور ایمان والے کا بھی خون کھولا دے ”دیکھو یہ (قرآن) نصیحت ہے۔ پس جو چاہے اسے یاد رکھے۔ قابلِ ادب ورقوں میں (لکھا ہوا) جو بلند مقام پر رکھے ہوئے (اور) پاک ہیں۔ (ایسے) لکھنے والوں کے ہاتھوں میں جو سردار اور نیکوکار ہیں۔ انسان ہلاک ہو جائے کیسا ناشکرا ہے۔“ (عبس آیات 11 تا 17) ابوجہل ہائے دوراں پر اللہ کی یہ لعنت آج بھی اسی طرح برس رہی ہے جس طرح 1400 سال پہلے قرآن کے جھٹلانے والوں پر برسی تھی۔ اس دور کے کافر اس اکیسویں صدی کے اجڈ، گنوار کافروں کو دیکھ لیتے تو دانتوں تلے انگلی داب لیتے۔ انہوں نے حضرت سمیہ ؓ پر مظالم تو توڑے تھے مگر ایسے شرمناک رویے ان کے تصور سے بھی ماوراء تھے۔ اس کے بعد بھی امریکہ کے نظامِ انصاف سے توقع رکھنا ایک سوراخ سے ہزارویں بار ڈسے جانے کے مترادف ہے۔ ایک کروڑ مسلمانوں کا خون پی جانے والی خون آشام بلا سے آپ اپیل در اپیل اور وکیل در وکیل کے ذریعے عافیہ کی رہائی کی امید باندھے بیٹھے ہیں؟ اس کا علاج صرف ایک ہے لیکن مشکل ہے۔ وہی جو معتصم باللہ نے کیا تھا، ہاشمیہ کی پکار اور لبیک لبیک کہتا لشکر لئے کوچ کر گیا تھا۔ یا جو ہمارے محسن، نوخیز سترہ سالہ محمد بن قاسم نے کیا تھا۔ امریکہ افغانستان سے تابوت در تابوت ذلیل و رسوا ہو کر نکلنے پر مجبور ہے۔ کیا ہم اس سے اب بھی دبیں گے، اس کے آگے سجدہ ریز ہوں گے؟ وہ بائبل کندہ صلیبی بندوقیں تانے اب پاکستان کے درپے ہیں۔ ہر بڑے شہر کے واقعات کے پیچھے یہی ہاتھ ملوث ہیں۔ اچانک ان کے پردے کھلتے ہیں تو ہم حیران رہ جاتے ہیں۔ امریکی فوجیوں کی مختلف شکلوں میں پاکستان میں موجودگی کا اعتراف امریکہ خود کر لیتا ہے جب لوئر دیر میں امریکی فوجیوں کی لاشیں ہمارے فوجی قافلے میں سے برآمد ہوتی ہیں۔

رائٹرز سے تصدیق کرتی خبر آتی ہے۔ آئی این پی بھی خبر دیتی ہے کہ امریکہ پاکستان میں بدامنی کے لیے جرائم پیشہ افراد کو اسلحہ اور فنڈز دے رہا ہے۔ اسرائیل اور بھارت نے جاسوسی کے جال بچھا دیئے ہیں۔ کراچی میں دھماکے (عراق سٹائل) ہوتے ہیں۔ عقوبت خانوں میں رکھے افراد یا نئے افراد لاپتہ کر کے ان پر ہر قسم کے جرم کی کالک تھوپ دی جاتی ہے۔ اصل چہرے چھپ جاتے ہیں۔ ستم یہ ہے کہ اب ڈاکٹر فاروق ستار نے ایک قدم اور آگے بڑھ کر کراچی میں جماعت اسلامی سے اپنے بدلے چکانے کو اسے بھی اس میں ملوث کرنے کی کوشش کی ہے۔ القاعدہ، اب باری ہے دیگر اسلام پسندوں کے پھندے بنانے کی۔ روشن خیالی کے ایجنڈے کی تلقین ہمیں (تحریک اسلامی) کی جا چکی ہے۔ ہمارے افراد کو لاپتہ کر کے، دہشت گرد قرار دے کر ہمیں اسلام پسندی کا مزا چکھانے کے لیے سرتوڑ کوششیں ہنوز جاری ہیں۔ اب نت نئی وارداتوں سے مزید دینی جماعتوں کو گھیرے میں لینا مقصود ہے۔ اس قوم کو تو خود عافیہ کی دعاؤں کی ضرورت ہے وہ مظلوم اللہ کے ہاں محبوبیت کے درجے پر فائز ہے۔ عافیہ! ہمارے لئے دعا کرو!

(بشکریہ: روزنامہ ”نوائے وقت“)

☆☆☆

دعائے صحت کی اپیل

- تنظیم اسلامی ماڈل ٹاؤن، لاہور کے ملتزم رفیق عبدالمتین مجاہد کے والد پر فالج کا حملہ ہوا ہے۔
- تنظیم اسلامی ہارون آباد کے رفیق حافظ وسیم شدید علیل ہیں
- حلقہ بالائی سندھ کی مقامی تنظیم سکھر کے مبتدی رفیق عابد حسین سومرو کے والد پر فالج کا حملہ ہوا ہے

قارئین اور رفقائے تنظیم سے بیماروں کی جلد صحت یابی کے لیے دعا کی اپیل ہے۔

ضرورت رشتہ

- دینی گھرانے کی 25 سالہ خلع یافتہ لڑکی جو سرکاری ملازمہ ہے، کے لیے دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0321-4072086
- لاہور میں رہائش پذیر لڑکی، عمر 24 سال، تعلیم بی اے کے لیے دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ لاہور کے رہائشی کو ترجیح دی جائے گی۔ برائے رابطہ: 0300-8750483
- لاہور میں رہائش پذیر شیخ فیملی کو اپنی دو بیٹیوں عمر بالترتیب 16، 17 سال کے لیے دینی مزاج کے حامل رشتے درکار ہیں۔ برائے رابطہ: 0321-8868550
- لاہور میں رہائش پذیر خاتون، عمر 40 سال، تعلیم بی اے (مطلقہ) کے لیے دینی مزاج کا حامل رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0333-4460356
042-5174133

دعائے مغفرت کی اپیل

- حلقہ لاہور کے معتمد محمد یونس اور لاہور چھاؤنی کے رفیق محمد مبشر کی خالہ وفات پا گئیں
- تنظیم اسلامی صدر، لاہور کے نقیب محمد شعیب کے والد وفات پا گئے
- اسرہ ہیئر کربانٹھ، لاہور کے منفرد رفیق عبیداللہ اعوان کے والد وفات پا گئے
- تنظیم اسلامی سمن آباد، لاہور کے ملتزم رفیق تنویر حسین کی والدہ وفات پا گئیں
- تنظیم اسلامی سکھر کے مبتدی رفیق منظور احمد کی والدہ وفات پا گئیں
- تنظیم اسلامی اسلام آباد شرقی کے مبتدی رفیق محمد ایوب کی والدہ انتقال کر گئیں

قارئین ندائے خلافت اور رفقاء و احباب سے مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

حلقہ لاہور کا سہ ماہی اجتماع اور بانی تنظیم اسلامی کی خصوصی گفتگو

31 جنوری 2010ء کو صبح 10 بجے قرآن آڈیٹوریم میں حلقہ لاہور کا سہ ماہی اجتماع منعقد ہوا۔ اس پروگرام میں بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ نے خصوصی طور پر شرکت کی اور گفتگو بھی کی۔ پروگرام کا آغاز وقت مقررہ پر تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ رفیق تنظیم حمزہ جہانگیر نے سورۃ الحدید کے پہلے رکوع کی آیات تلاوت کیں اور ترجمہ بیان کیا۔ اس کے بعد محترم عبدالرزاق صاحب نے سورۃ شوریٰ کی آیات کے حوالے سے اقامت دین کی جدوجہد کرنے والوں کے اوصاف پر گفتگو کی اور اس راہ پر چلنے میں جو دشواریاں اور رکاوٹیں آتی ہیں، اُن کے حوالے سے ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے جو رہنمائی دی ہے اُس کو بیان کیا۔ مزید وضاحت کرتے ہوئے اُنہوں نے کہا کہ اس راہ میں چلنے والوں کا دنیا کے بارے میں نقطۂ نظر تبدیل ہونا بہت ضروری ہے۔ اس کی تشریح ایک حدیث کے ذریعے ہوتی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ یہ دنیا تمہارے لئے بنائی گئی ہے اور تم آخرت کے لئے بنائے گئے ہو۔ لہٰذا یہاں بھرپور محنت کی جائے، تاکہ آخرت میں اس کا اجر ملے۔

اس کے بعد عبداللہ محمود نے انفاق فی سبیل اللہ کے عنوان سے متاثر کن گفتگو کی۔ اُنہوں نے سورۃ المدثر اور سورۃ الدھر کی مختلف آیات کو اپنا موضوع سخن بنایا۔ وہ کہہ رہے تھے کہ انفاق فی سبیل اللہ کی بہت سی جہتیں ہیں۔ اُنہوں نے قرآنی آیات کے حوالے سے انفاق کی برکات کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس کے ذریعے سے انسان کا رب سے تعلق مضبوط ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ انفاق کے ذریعے سے معاشرے سے تعلق جڑتا ہے اور تیسری برکت یہ کہ انفاق سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا ہے۔ ہمارا اس بات پر خصوصی یقین ہونا چاہئے۔ اس کے بعد آیات انفاق کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ اللہ کی راہ میں اپنا اچھا مال دو، پرانا یا ردی مال نہ دو۔ اور اہم ترین بات یہ ہے کہ انفاق کر کے احسان جتلانا یا اس کا بدلہ چاہنا مقصود نہ ہو۔ اس کے حوالے سے اُنہوں نے صحابہ کرام ؓ کے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ کیا۔ نیز مطالعہ سے دلچسپی رکھنے والے ساتھیوں کے لئے بتایا کہ مولانا امین احسن اصلاحی کی کتاب تزکیہ نفس کا باب نمبر 13،14 کا خصوصی مطالعہ کریں۔

اس گفتگو کے بعد امیر حلقہ نے مائیک سنبھالا۔ اُنہوں نے کہا انفاق کے حوالے سے گفتگو آپ نے سن لی۔ آپ کے علم میں ہوگا کہ تنظیم اسلامی کے مرکز کی تعمیر شروع ہے لہٰذا آپ بھرپور طور پر اس کام میں حصہ لیں۔ اس کے بعد 20 منٹ چائے کا وقفہ ہوا۔

وقفہ کے بعد بانی تنظیم اسلامی نے خصوصی گفتگو فرمائی۔ اُنہوں نے سورۃ المدثر کی ابتدائی آیات کے حوالے سے کہا کہ رفقاء میں سے کوئی بھی ایسا نہ رہے جس نے میرے پچھلے دو خطابات جمعہ (22 اور 29 جنوری 2010ء سورۃ المدثر کے حوالے سے) نہ سن لیے ہوں۔ ان آیات میں حضور ﷺ کی دعوت کا نقطۂ آغاز اور اس کا آخری دنیوی ہدف بھی بیان کیا گیا ہے۔ اقامت دین کی تفہیم کے لئے اُنہوں نے رفقاء کو ہدایت کی کہ وہ اُن کی کتاب ''مذہبی جماعتوں کے کے باہمی تعاون کے ضمن میں تنظیم اسلامی کی مساعی اور اُن کے تاریخی اور نظریاتی پس منظر کے حوالے سے ایک عملی تجویز'' کے باب ''دین اور شریعت میں فرق'' اور ''رسولوں کے منہاج مختلف تھے'' کا مطالعہ کریں۔ اس کے بعد بانی تنظیم اسلامی نے سورۃ العصر کا مطالعہ کروایا۔ (رپورٹ: محمد یونس)

تنظیم اسلامی حلقہ سرگودھا کے زیر اہتمام ڈرون حملوں کے خلاف احتجاجی مظاہرہ

تنظیم اسلامی حلقہ سرگودھا ڈویژن کے زیر اہتمام 17 جنوری 2010ء کو صبح 11 بجے امریکہ کے جارحانہ عزائم اور ڈرون حملوں کے خلاف ایک احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔ مظاہرہ میں 25 رفقاء نے شرکت کی۔ مظاہرہ کے دوران سرگودھا شہر کے بڑے تجارتی مراکز میں پانچ ہزار ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے۔ شرکاء نے پلے کارڈ اٹھائے ہوئے تھے جن پر مختلف نعرے درج تھے۔ قبل ازیں شہر کے تمام بڑے داخلی راستوں پر بینرز آویزاں کیے گئے تھے۔ مظاہرہ کے اختتام پر امیر حلقہ سرگودھا ڈویژن ڈاکٹر رفیع الدین نے رفقاء سے خطاب کیا۔ انہوں نے واضح کیا کہ ہماری ہر ضرورت اور نفع ونقصان کا مالک اللہ کی ذات برحق ہے نہ کہ امریکہ اور اس کے حواری۔ انہوں نے یاد دلایا کہ جس ملک کے وزیر خارجہ ہی اپنے ملک کے خلاف یہ گواہی دیں کہ امریکہ کی دوستی اس کی دشمنی سے بدتر ہے وہ ملک ہمارا کس طرح ہمدرد و غمگسار ہوسکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے یہ ملک اس لیے حاصل کیا تھا کہ اس میں اللہ کے دین کا نفاذ کریں مگر افسوس ہم نے یہ وعدہ ایفا نہ کیا، جس کی پاداش میں آج ہم زبوں حالی کا شکار ہیں۔ ملک میں قتل وغارت گری کی کثرت اور پانی بجلی کی قلت ہے۔ ہم پر اغیار مسلط ہیں۔ موجودہ ذلت و رسوائی کی کیفیت سے نکلنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ ہم اللہ سے وفاداری کریں اور جو عہد ہم نے اللہ سے کیا ہے، اسے وفا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین پر چلنے اور استقامت اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (مرتب: حافظ محمد زین العابدین)

مقامی تنظیم جار باجوڑ کے زیر اہتمام شب بیداری پروگرام

مقامی تنظیم جار باجوڑ کا شب بیداری پروگرام 23 جنوری 2010ء کو گاؤں خونہ سلارزئی میں منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز بعد از نماز عصر ہوا۔ شاہد لطیف نے ''دین کا ہمہ گیر تصور'' کے موضوع پر گفتگو کی۔ اس کے بعد مقامی ناظم دعوت محمد نعیم نے فرائض دینی کے حوالے سے گفتگو کی۔ بعد نماز مغرب انہوں نے ''منہج انقلاب نبویؐ'' پر تفصیلاً بیان کیا اور سامعین کے سوالات کے جوابات بھی دیئے۔ یہ نشست عشاء تک جاری رہی۔ نماز عشاء کے بعد شاہد لطیف نے درس حدیث دیا۔ بعد ازاں آرام کا وقفہ ہوا۔ اگلی صبح نماز فجر کے بعد درس قرآن بھی شاہد لطیف نے دیا۔ اس پروگرام میں شرکاء کی تعداد 20 تھی۔ ناشتہ کے بعد یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (مرتب: لاہور خان)

سیالکوٹ کی مقامی تناظیم کا ڈرون حملوں کے خلاف احتجاجی مظاہرہ

24 جنوری 2010 کو سیالکوٹ کی دونوں تناظیم نے ڈرون حملوں کے خلاف علامہ اقبال چوک میں مظاہرہ کیا۔ یہ مظاہرہ دوپہر سوا دو بجے شروع ہوا اور ایک گھنٹہ جاری رہنے کے بعد اختتام پذیر ہوگیا۔ مظاہرے میں دونوں تناظیم نے بھرپور شرکت کی۔ مظاہرہ میں شرکت کے لیے رفقاء واحباب سوا دو بجے مقررہ جگہ پر پہنچ گئے۔ شرکاء روڈ کے دونوں جانب بینروں کے ساتھ کھڑے رہے۔ اس دوران نہ ہی کوئی بدنظمی پیدا ہوئی اور نہ ہی ٹریفک میں کسی قسم کا خلل واقع ہوا۔ مظاہرے کے بعد جنید نذیر نے شرکاء سے مختصر خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے حکمران حکومتی رٹ کی بحالی کے لیے تو اپنے مسلمان بھائیوں پر بمباری کر رہے ہیں مگر افسوس ناک بات یہ ہے کہ انہوں نے امریکیوں کو کھلی چھوٹ دے رکھی ہے۔ یہی وجہ ہے امریکی دہشت گرد مختلف ایجنسیوں کے روپ میں ملک بھر میں دندناتے پھر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سود، فحاشی اور عریانی سے اللہ کی رٹ چیلنج ہورہی ہے، حکومت اس کی بھی تو فکر کرے۔ انہوں نے کہا کہ پوری دنیا میں مسلمان ذلیل وخوار ہیں۔ اس کی واحد وجہ قرآن اور سنت سے دوری ہے۔ اگر ہم اپنی عظمت رفتہ کی بحالی کے آرزومند ہیں، تو یہ اسی صورت ممکن ہے جب ہم اپنے آپ کو اللہ کی غلامی کے لیے پیش کریں اور اللہ کی زمین پر اللہ کا دیا ہوا قانون نافذ کریں۔ ورنہ ذلت ورسوائی کا خاتمہ نہ ہوسکے گا۔ انہوں نے شرکاء کو دعوت دی کہ وہ

اعلائے کلمۃ اللہ کی جدوجہد میں تنظیم اسلامی کے دست بازو بنیں ۔ اُن کی گفتگو کے بعد یہ پرامن مظاہرہ اپنے اختتام کو پہنچا رفقاء واحباب پرامن طور پر منتشر ہو گئے۔

(رپورٹ: اعجاز عنصر)

حلقہ پنجاب شمالی کے زیر اہتمام ہری پور میں سہ روزہ

ناظم حلقہ پنجاب شمالی کی تجویز پر معاونین حلقہ کے اجلاس میں یہ طے پایا کہ حلقے کی حدود میں واقع وہ ضلعی ہیڈ کوارٹرز جہاں پر تنظیم کا نظم قائم نہیں ہے، ہر ماہ سہ روزے کا اہتمام کیا جائے۔ اس طرح ہر ماہ ایک سہ روزہ اٹک اور ایک ہری پور میں لگانے کا فیصلہ کیا گیا۔ ناظم حلقہ نے تمام مقامی امراء سے کہا کہ ہر سہ روزے میں ہر تنظیم سے کم از کم ایک ایک رفیق کو ضرور بھیجا جائے، تاکہ سال میں ایک دفعہ ہر رفیق کو سہ روزہ لگانے کا موقع مل سکے۔ سال میں ایک سے زائد سہ روزے پر جانا قابل تحسین سمجھا جائے گا۔ اس طرح پورے سال کا ایک منظم پروگرام تیار کر لیا گیا، جس کے تحت ہر ماہ کے دوسرے ہفتے کے اختتام پر اٹک اور آخری ہفتے کے اختتام پر ہری پور میں سہ روزہ منعقد کیا جائے گا۔ ناظم تربیت علاؤ الدین خاں نے سہ روزے کا ایک پروگرام مرتب کیا۔ اس طرح پہلا سہ روزہ 29 تا 31 جنوری 2010ء کو ہری پور کی مرکزی جامع مسجد میں منعقد کیا گیا۔ 29 جنوری بروز جمعہ 20 رفقاء نماز جمعہ کے بعد دفتر حلقہ پہنچے۔ ناظم حلقہ راجہ محمد اصغر کی ہدایات اور حافظ محمد خالد شفیع کی دعا کے بعد قافلہ ناظم سہ روزہ کی قیادت میں ہری پور کے لیے روانہ ہوا۔ قافلہ شام 5 بجے ہری پور پہنچا۔ مغرب کی نماز کے بعد حافظ علاؤ الدین خاں نے فکر آخرت کے حوالے سے سورۃ الانشقاق پر درس دیا۔ نماز عشاء کے بعد چکلالہ تنظیم کے نوجوان رفیق عادل یامین نے فرائض دینی کے جامع تصور کے حوالے سے گفتگو کی۔ کھانے کے وقفے کے بعد علاؤ الدین خاں نے فرائض دینی کے جامع تصور پر مذاکرہ کرایا، جسے رفقاء نے بہت پسند کیا۔ باہمی تعارف، سونے کے آداب اور تہجد کے فضائل کے بیان کے بعد اس نشست کا اختتام ہوا۔

صبح 4 بجے رفقاء کو تہجد کی نماز کے لیے جگایا گیا۔ تہجد اور مسنون اذکار کی ادائیگی کے بعد مسنون دعائیں اور سورۃ الاعلیٰ حفظ کرائی گئی۔ نماز فجر کے بعد راقم نے درس قرآن دیا جس کا موضوع تھا: "معاشرتی برائیاں، سورۃ الحجرات کی روشنی میں" اس کے بعد ناظم سہ روزہ نے رفقاء کو اشراق کے فضائل بتائے اور رفقاء نے اشراق کے نوافل ادا کیے۔ ناشتے اور آرام کے وقفے کے بعد 9 بجے پنڈی گھیب تنظیم کے رفیق غلام حسین نے مبتدی و ملتزم رفقاء کی بیعت کے الفاظ کی تشریح کی۔ پھر ایبٹ آباد تنظیم کے امیر عبدالرحمٰن رفیع نے قرارداد تاسیس کا مطالعہ کرایا۔ چائے کے وقفے کے بعد ساڑھے گیارہ بجے اسرہ ہری پور کے نقیب سلطان احمد نے منہج انقلاب نبویؐ پر مذاکرہ کروایا۔ ظہر سے عصر تک آرام کا وقفہ تھا۔ نماز عصر کے بعد دو دو رفقاء پر مشتمل دعوتی گشت کے لیے 10 ٹیمیں تشکیل دی گئیں۔ ان ٹیموں نے ہری پور شہر کے مختلف بازاروں میں نماز مغرب کے بعد درس قرآن کی دعوت بھی دی اور ساتھ ساتھ "تنظیم اسلامی کی دعوت" کے عنوان سے بروشرز اور "امریکہ: شیطان بزرگ" کے عنوان سے ہینڈ بلز تقسیم کیے۔ لوگوں کی طرف سے مثبت رسپانس ملا۔ نماز مغرب کے بعد راولپنڈی غربی تنظیم کے رفیق جناب ارتیاض النبی گیلانی نے "راہ نجات" کے عنوان سے پُر اثر درس دیا۔ اس درس میں تقریباً 20 رفقاء اور 27 احباب نے شرکت کی۔ نماز عشاء اور کھانے کے وقفے کے بعد کورنگ ٹاؤن تنظیم کے رفیق ثاقب الطاف نے "مہلکات اجتماعیت" کے موضوع پر گفتگو کی۔ چک شہزاد تنظیم کے رفیق پروفیسر سرور سعید نے تعلق مع اللہ پر مذاکرہ کروایا۔ اس کے بعد آرام کا وقفہ ہوا۔ اگلی صبح 4 بجے رفقاء کو تہجد کے لیے جگایا گیا۔ تہجد اور انفرادی ذکر کے بعد سورۃ الاعلیٰ پھر دہرائی گئی۔ نماز فجر کے بعد ہری پور کے رفیق تنظیم میجر سلطان احمد نے عریانی و فحاشی کی ممانعت کے عنوان پر بہت مدلل اور خوبصورت درس دیا، جسے سامعین نے بہت پسند کیا۔ ناشتے اور آرام کے وقفے کے بعد راولپنڈی غربی کے رفیق عامر خان نے قصہ آدمؑ پر سیر حاصل گفتگو کی اور مسلم ٹاؤن کے رفیق جاوید خان نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی سیرت بیان کی۔ آخر میں چک شہزاد کے رفیق حارث احمد نے رفقاء کے مطلوبہ اوصاف کی تشریح کی۔ نماز ظہر سے پہلے کھانے کا اہتمام کیا گیا۔ نماز کے بعد ناظم سہ روزہ نے 10 ٹیمیں تشکیل دیں، جنہوں نے ہری پور شہر کی 10 مساجد میں تنظیم اسلامی کی دعوت کے نام سے بروشرز اور "امریکہ: شیطان بزرگ" کے نام سے ہینڈ بلز تقسیم کیے۔ بعد ازاں رفقاء دوبارہ مرکزی جامع مسجد میں اکٹھے ہوئے ---- اس کے ساتھ ہی یہ سہ روزہ اختتام پذیر ہوا اور رفقاء اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ تمام رفقاء نے سہ روزے کو بہت پسند کیا، اور اس عزم کا اظہار کیا کہ ہم ہر تین ماہ بعد سہ روزے پر جایا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ تمام شرکاء کا تین دن کے لیے گھروں سے نکلنا قبول فرمائے۔ آمین (مرتب: اویس ریاض)

حلقہ سرحد شمالی کے تحت توسیع دعوت پروگرام

ذمہ داران حلقہ کے باہم مشورے سے ماہ جنوری 2010ء کے لیے حلقہ کے مختلف علاقوں کے لیے توسیع دعوت کا شیڈول تیار کیا گیا۔ حلقہ کو مختلف علاقوں میں تقسیم کر کے تاریخوں کا تعین کیا گیا اور علاقائی نظم سے نصرت حاصل کر کے اطلاع دے دی گئی۔ چنانچہ حلقہ میں جہاں دعوتی کام ہو سکتا ہے، ان کے لیے ناظم دعوت حلقہ سرحد شمالی فیض الرحمٰن کے ساتھ سینئر رفقاء کی ٹیم مقرر کی گئی جو رفقاء تنظیم علی شیر، حبیب علی، ممتاز بخت، محمد نعیم، گل محمد، شیر محمد حنیف، شوکت اللہ شاکر پر مشتمل تھی۔

وہ علاقے جہاں دعوتی کام ہوا، اُن میں ضلع دیر لوئر میں تحصیل ثمر باغ، کامبٹ، تیمر گرہ، اوچ، ملاکنڈ، تالاش، خیمہ، طور منگ، خال، باڑوان اور ضلع دیر بالا میں دیر خاص، واڑی اور مضافات جبکہ ملاکنڈ ایجنسی میں بٹ خیلہ، الہ دھنڈ اور تھانہ شامل ہیں۔

ان پروگراموں میں جن موضوعات پر زیادہ تقریریں ہوئیں، اُن میں دین کا ہمہ گیر تصور، منہج انقلاب نبویؐ، اسلام کا عدل اجتماعی، توبہ کی اہمیت، انذار آخرت، عظمت قرآن وغیرہ شامل ہیں۔ ہر نشست کے اختتام پر سوال و جواب ہوا اور لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ لٹریچر میں زیادہ تر درج ذیل پمفلٹ شامل تھے۔ تنظیم اسلامی کی دعوت کا اجمالی خاکہ، تنظیم اسلامی ایک نظر میں، نوید خلافت: قرآن کے آئینے میں، ندائے خلافت، میثاق۔ یہ پروگرام 3 جنوری سے شروع ہوا اور 31 جنوری پر ختم ہوا۔ ہر علاقے کے لیے تین دن رکھے گئے تھے۔ پروگرام سے رفقاء خاصے فعال ہوئے اور ایک وسیع حلقے میں دین کا پیغام پہنچایا گیا۔ ہر جگہ سامعین نے دلچسپی کا اظہار کیا اور دوبارہ آنے کی دعوت دی۔ احباب کے نام نوٹ کیے گئے اور ان کو مزید لٹریچر بھی دیا گیا۔ اس مہم میں زیادہ تر خصوصی احباب مدنظر رہے، جو رفقا کی دعوت کا خصوصی ہدف ہیں۔ اس طرح مجموعی طور پر تقریباً پانچ ہزار افراد تک دعوت پہنچائی گئی۔ مقامی رُفقاء نے بھی بہت فعالیت کا مظاہرہ اور مہمان نوازی کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اجر عظیم عطا فرمائے اور استقامت کے ساتھ مزید قربانی کی توفیق دے۔ آمین (مرتب: احسان الودود)

تنظیم اسلامی کا پیغام

نظام خلافت کا قیام

Rida, Hassan al-Banna, Maulana Maududi, Syed Qutb, and Imam Khomeini.

But the reality is that Arabic no longer has the importance it once did in the Muslim world. It remains central to Islamic religiosity, as the language of the Book of Allah (swt) and of the canonical works of hadith and fiqh, but in other spheres of intellectual work, it is English rather than Arabic that is crucial. Some misguided Muslims have even welcomed English as the new lingua franca of the Ummah, an attitude encouraged by the arrogance of some Arabs who have tried to claim a privileged position in the Ummah because of their language. But the deeper reality is that, like the Turks after Mustafa Kamal, generations of Muslims have been cut off from their Islamic heritage as a result of losing their knowledge of Arabic. Readers of this column should reflect on the fact that they are probably more familiar with the thought of western thinkers than of the Muslims mentioned above.

There are of course practical reasons for the emphasis on English and other Western languages, but the implications for our societies have to be understood. One is that the links of other languages are fragmenting the Ummah by turning Muslim attention from the heartlands of Islam, which were once the core of a united Ummah, towards various intellectual centres of the West, be they Washington, London, Paris or Moscow. The other is that other languages English in particular, have become tools for the marginalization of Islamic perspectives, and conduits for the wholesale adulteration of Muslim discourse by Western ideas and attitudes.

There are no easy solutions to this problem; but an obvious one is that Muslims learn Arabic if at all possible, and certainly ensure that their children are taught Arabic so they can feel at home anywhere in the Muslim world in future. Islamic institutions too must make it their deliberate policy to re-establish the networks that used to unite the Ummah, by promoting Arabic as the language of Islamic discourse wherever possible, and by making a point of re-establishing intellectual links with the heartlands of Islam, and the Islamic movements of those heartlands, even when it is tempting and easier in practical terms to work only with English-speaking Muslims in Western countries or non-Arab Muslim countries. The future of the Ummah as a united community of faith and action demands no less. (*Courtesy: Crescent International*)

★★★

فلسفۂ انقلاب کے نقطۂ نظر سے
سیرت النبی ﷺ کا اجمالی مطالعہ

منہج انقلاب نبویؐ

غارِ حرا کی تنہائیوں سے لے کر
مدینۃ النبیؐ میں اسلامی ریاست کی تشکیل
اور اس کی بین الاقوامی توسیع تک'
اسلامی انقلاب کے مراحل' مدارج اور لوازم پر مشتمل

بانیٔ تنظیم اسلامی
محترم ڈاکٹر اسرار احمد حفظہ اللہ
کے دس خطباتِ جمعہ کا مجموعہ

صفحات: 375 ❁ قیمت اشاعت خاص: 300 روپے اشاعت عام: 200 روپے

"منہجِ انقلابِ نبویؐ" کے مباحث کی تلخیص پر مشتمل کتابچہ

رسولِ انقلاب ﷺ کا طریقِ انقلاب

صفحات: 64 ❁ قیمت اشاعت خاص: 40 روپے ❁ اشاعت عام: 20 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور

36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور' فون: 3-35869501

Iqbal Siddiqui

CENTRALITY OF ARABIC AS A UNIFYING FACTOR IN THE ISLAMIC MOVEMENT

The unity of the Ummah and the global Islamic movement has been a regular theme of Crescent International for over 30 years. When we speak of threats to that unity, we tend to focus on two in particular: the structural threat posed by the division of the heartlands of Islam into the post-colonial nation-states; and the internal threat posed by religious sectarianism. But the reality is that the Ummah has been divided into separate political entities, and has suffered from sectarian divisions and discord, for most of its history. What then has been the key to its unity over these 1,400 years? The answer is simple: that Muslims have felt as one and therefore been as one; in the past as in the present, the unity of the Ummah was a factor of Muslims' state of mind above all else.

That sense of unity was based on a common faith of course, but was supported also by a number of other factors that have been lost. Foremost among these is the loss of political power; while Muslim lands may have been divided before, they were seldom conquered and dominated by others as they have been in the last couple of centuries. But the fragmentation of the Ummah has been more than just political; just as serious has been its intellectual disintegration. Where once there was an Ummah-wide network of intellectual discourse that linked Muslims all over the world, today the Ummah is fragmented into Muslim communities with more interaction with the countries of their former colonial masters, be they Britain, France or Russia, than with each other; and increasingly even those channels of communication are being replaced by the cultural hegemony of America. One factor above all has been central to this process: that of language.

Mustafa Kamal famously ripped Turkey away from its Islamic roots by westernising its language, replacing its Arabic script with Roman letters, and making the country's Islamic heritage inaccessible to subsequent generations of Turks. Similar policies were pursued in other Muslim countries, particularly those under communist rule. What is less recognised is that Muslims all over the world have been similarly distanced from Islam by a similar process: the marginalisation of Arabic. Throughout Muslim history, Arabic language was the thread that knitted the Ummah together, intellectually and culturally. From West Africa to Bosnia, and China to Indonesia, knowledge of Arabic was the mark of intellectual distinction, for ulama and non-ulama alike. Of course, Muslim societies had their local languages as well, but knowledge of Arabic was universal among intellectuals. The great manuscripts of Timbuktu, once the most important centre of learning in Africa, are all in Arabic. When Indian Muslim figures such as Sayyid Sibghat Allah, who settled in Madinah, Ahmed Sirhindi and Shah Waliullah of Delhi, engaged with ulama in the rest of the world, it was in Arabic. The history of Nur al-Din al-Raniri (d. 1658), born in Gujrat, and a student in the Hijaz and Yemen, before becoming a major scholar in Aceh, highlights the intellectual linkages between various parts of the Islamic world before colonialism. When Uthman ibn Fudi exchanged views with ulama from all over the world, it was in Arabic. Muhammad Yusuf al-Maqasari (1627–1699), the Malay alim whose jihad against the Dutch resulted in his exile to South Africa, studied in India, the Hijaz, Yemen and Damascus before rising to prominence in what is now Indonesia, as well as spending almost 10 years in Sri Lanka; all this was possible because Arabic united the Muslim world. More recently, Arabic has been the common language that has made possible the exchange of ideas and influences between figures such as Jamaluddin al-Afghani, Rashid

ربیع الاول کے مبارک مہینے کی مناسبت سے لاہور میں انوارِ سیرت النبیؐ کی بارش

بانیٔ تنظیم اسلامی

محترم **ڈاکٹر اسرار احمد** حفظہ اللہ

کے

"سیرتِ خیرالانام ﷺ" پر چار خطباتِ عام

14 فروری سے 7 مارچ 2010ء تک

ہر اتوار کو دس بجے صبح

بمقام

قرآن آڈیٹوریم

اتاترک بلاک، نیوگارڈن ٹاؤن، لاہور

عنوانات

14 فروری	فلسفۂ دین میں نبوت و رسالت کا مقام
21 فروری	آنحضورؐ پر نبوت اور رسالت کی تکمیل
28 فروری	"حزب اللہ" کی تیاری کا نبویؐ طریق
7 مارچ	باطل سے تصادم کے مختلف مراحل!

زیرِ اہتمام

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

(35869501-3)

تنظیم اسلامی، لاہور

(35858212)